

إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِي يَوْمَ يُنْفَخُ الْأَشْفَادُ وَنُورُ الْأَنْبِيَاءِ يَسْجُدُ لَكَ يَا مُقَامًا مَحْمُودًا

پٹری فضول

مذہب جہاں صاحب



۱۹۱۲ء اگست ۱۲

موسل زریں نام پتھر الفضل ہو



Digitized by Khilafat Library Rabwah

نمبر ۱۹ مورخہ ۱۲ اگست ۱۹۳۰ء شنبہ ۱۲ ربیع الاول ۱۳۴۹ء جلد ۱۸

کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام قرآن سنت اور حدیث تین مختلف چیزیں ہیں

(۱۲- اگست ۱۹۱۲ء)

المنیٰ

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل و رحم سے ہجرت عافیت میں ۱۰ اگست سے بعد از نماز عصر حضور نے مسجد اقصیٰ میں درس قرآن دینا شروع فرمادیا ہے۔ جناب خان ذوالفقار علی خان صاحب کی خدمات باجائز حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ چونکہ ریاست رام پور نے مخالفت کی ہے۔ اس لئے ۱۰ اگست انہوں نے اپنے عہدہ کا چارج جناب چودھری فتح محمد صاحب ایم۔ اے کو دیدیا ہے۔ ۸ اگست خان عبدالرزاق خان صاحب کراچی نے اپنے رفیق حسن علی صاحب کی دعوت و ہمیہ میں چند اصحاب کو مدعو کیا اس نکاح کا اعلان اسی اخبار میں دوسری جگہ درج ہے۔ ۱۰ اگست شام کو ناظر صاحبان کی طرف سے جناب خان صاحب کو اودھامی پارٹی دی گئی۔ جس کے متعلق مفصل آئندہ لکھا جائے گا۔

قرآن شریف کے پہلے سمجھنے والے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی تھے اور اس پر آپ عمل کرتے تھے۔ اور دوسروں کو عمل کراتے تھے۔ یہی سنت ہے۔ اور اسی کو قائل کہتے ہیں۔ اور بعد میں آئمہ نے نہایت محنت اور جانفشانی کے ساتھ اس سنت کو الفاظ میں لکھا اور جمع کیا اور اس کے متعلق تحقیقات اور چھان بین کی۔ پس وہ حدیث ہوئی۔ دیکھو بخاری اور مسلم کو کیسی محنت کی ہے۔ آخر انہوں نے اپنے باپ دادا کے احوال تو نہیں لکھے۔ بلکہ جہاں تک بس چلا صحت و صفائی کے ساتھ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال و افعال۔ یعنی سنت کو جمع کیا۔ اور اکثر حدیثوں مثلاً بخاری کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ انہیں برکت نوری تھی۔ جو ظاہر کرتی ہے۔ کہ یہ باتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منہ سے نکلی ہیں۔ مثلاً اے اللہ اللہ اللہ اللہ کی حدیث کیسی صاف ظاہر کرتی ہے۔ کہ مسیح تم میں ہوگا

اور یہ عیسائیوں کا رد ہے۔ کیونکہ عیسائی فخر کرتے تھے۔ کہ عیسے پھر آئے گا اور دین عیسوی کو بڑھائے گا۔ لیکن آنحضرت نے سنایا کہ تم نے اس کو آسمان پر دیگر فرت شدہ لوگوں میں دیکھا۔ اور پھر فرمایا کہ جو آنے والا ہے۔ وہ امام مکہ منکم ہوگا۔ غرض احادیث کے متعلق ایسا کلام نہیں بولنا چاہیے۔ ہاں اس معاملہ میں قلوبھی نہیں کرنا چاہیے۔ کہ اس کو قرآن اور تعالیٰ سے بڑھ کر سمجھا جائے۔ بلکہ جو کچھ قرآن اور سنت کے مطابق حدیث میں ہو۔ اس کو مانا جائے۔ کیونکہ جب حدیث کی کتابیں نہ تھیں۔ تب بھی لوگ نمازیں پڑھتے تھے۔ اور تمام شاہراہ اسلام بجالاتے تھے۔ پس قرآن شریف کے بعد تعالیٰ یعنی سنت ہے۔ اور پھر حدیث جو ان کے مطابق ہو۔

مولوی محمد حسین نے پہلے اپنے رسالہ اشاعت السنہ میں ایسا ہی ظاہر کیا تھا کہ جو لوگ خدا سے وحی اور الہام پاتے ہیں۔ وہ اپنے طور پر براہ راست احادیث لکھ

احمدیہ

طلباء کے والدین کو اطلاع

تمام والدین اور سرپرستین طلباء تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان کو اطلاع دی جاتی ہے کہ مدرسہ ہر اگست سے بند ہو گیا اور چھ ہفتہ کی موسمی تعطیلات ختم ہونے کے بعد ۲۰ ستمبر بروز جمعہ کو باقاعدہ کھل جائے گا۔ والدین کو شش کریں۔ کہ بچے باقاعدہ وقت مقررہ پر واپس پہنچ جائیں تاکہ ان کی تعلیم میں حرج نہ ہو۔ دیگر والدین بھی جو اپنے بچوں کو بھیجا چاہیں۔ ۲۰ ستمبر ۱۹۳۳ء کو انہیں باقاعدہ شرفیگیوں کے ساتھ بھجوادیں۔ ابتدا میں دو ماہ کا خرچہ دخل کرنا پڑتا ہے خاکسار محمد الدین۔ ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان

اعلان

نیگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن قادیان کے ساتھ الحاق کے متعلق جن جماعتوں کے راجوں کی اطلاعات اب تک آچکی ہیں۔ ان میں سے جنہیں جواب نہ پونچا ہو۔ وہ بوا ایسی خاکسار کو مطلع فرمائیں تاکہ فوراً مطلوبہ ہدایات اور قواعد بھجوائے جائیں۔

خاکسار محمد یار مولوی فاضل پریذیڈنٹ نیگ مین ایسوسی ایشن قادیان

درخواست نامہ دعا

۱۰۔ نواب مولوی سید محمد رضوی صاحب کا حملہ ہوا ہے۔ احباب ان کی صحت کامل کے لئے درودوں سے دعا کریں۔ خادم عرفانی

۱۲۔ میاں محمد شریف صاحب ای۔ اے۔ سی بیمار ہیں۔ اور تیبلی آب دہوا کے لئے کوہ مری تشریف لے گئے ہیں۔ احباب ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

میراڑہ کا عزیز بھتیجا محمد علی صاحب۔ احباب اس کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار محمد سعید

۱۳۔ میں رائل لٹری کالج سینٹر میں لٹری ٹریننگ کی عرض عرصہ دو سال کیلئے اگلتا جا رہا ہوں۔ بزرگان سلسلہ کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔ میاں احیاء الدین پشاور

۱۴۔ بندہ ان دنوں ریوے سیکشن میں مشاغل ہونے والا ہے احباب سلسلہ کی خدمت میں عرض ہے کہ بندہ کی کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔ خاکسار منظور احمد خاکی

۱۵۔ خاکسار کی اہلیہ اور بچہ بیمار ہیں۔ نیز خود خاکسار بھی بعض تفکرات و نیادی میں مبتلا اور پریشان حال ہے۔ لہذا سیدنا حضرت اقدس خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اور

بزرگان سلسلہ اور میر سے ترقیم واقف حال دوستوں سے عرض ہے کہ درودوں سے اپنے خاص اوقات میں دعا فرما کر عند اللہ باجور ہوں۔ عاجز سید مصباح الدین احمد کوسبھی سونگھو

اعلان نکاح

۱۱۔ حسن خاں صاحب ولد عبد الرزاق خاں صاحب پٹھان ساکن کراچی کا نکاح نانگنی صاحبہ بنت مرزا دلایت بیگ صاحبہ مرحوم ساکن قادیان کے ساتھ بوکالت شیخ بیگ علی صاحب ۵۰۰ روپیہ ہر پر ہولانا مولوی سید سردار شاہ صاحب نے ۶ جون پڑھا۔ مبارک ہو۔ ناظر امور عندہ قادیان

۱۲۔ ۳۰ مارچ ۱۹۳۳ء کو بٹالہ میں مولوی غلام رسول صاحب راجیکی نے عزیزہ فرخند بیگم صاحبہ بنت قبیلہ شیخ فضل حق خاں صاحب بٹالوی کا نکاح عزیز عطاء الرحمن ابن بابو محمد فضل صاحب بٹالوی سے ایک ہزار روپیہ حق ہر پر پڑھا۔ ریکارڈ محفوظ رکھنے کی خاطر اب اعلان کیا جاتا ہے۔ خاکسار فضل الرحمن حکیم

۱۳۔ سنی میل احمد کا نکاح سمانہ حوا ہشتیہ دہلی سید اللہ رضا صاحب سے بوجہ حق تہر دو سو ۱۰ ستمبر ۱۹۳۳ء کو پڑھا گیا۔

مخود خاں سیکرٹری انجمن احمدیہ لودھراں خدا نفا نے جسے تیسرا فرزند عطا فرمایا ہے۔ اس کا نام حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے کلیم اللہ رکھا ہے۔ جگہ بزرگان سلسلہ دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ مولود کو مخلص احمدی۔ خادم دین اور مبلغ اسلام بنا لے۔ خاکسار غلام محمد از محمد الہ

ولادت

خدا نفا نے جسے تیسرا فرزند عطا فرمایا ہے۔ اس کا نام حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے کلیم اللہ رکھا ہے۔ جگہ بزرگان سلسلہ دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ مولود کو مخلص احمدی۔ خادم دین اور مبلغ اسلام بنا لے۔ خاکسار غلام محمد از محمد الہ

جماعت بیہوش پورہ کی تبلیغ مساعی

بیہوش پورہ کی ایک عید گاہ میں جس کے متواتروں میں سے ایک قاضی کلیم اللہ صاحب احمدی ہیں۔ نماز اور درس القرآن ہوتا ہے۔ احباب نے ایک دیوبندی مولوی قمر علی صاحب کو اپنے آل بلایا تاکہ وہ ہمارے مقابل ہمارے درس کے وقت عید گاہ میں درس دیا کریں۔ مگر چند ہی روز میں احباب کے اندر دینی اختلافات سے تنگ آکر وہ صاحب چلے گئے۔ اور ان کی جگہ ایک صاحب مولوی عبدالعزیز صاحب لدھیانوی آئے۔ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف دترن لیکچر دئے

ہماری درخواست پر مولوی غلام رسول صاحب ماجھی تشریف لائے۔ اور فیصلہ یہ ہوا کہ مولوی نور حسین صاحب الحمدیث اور مولوی غلام رسول صاحب ختم نبوت پر اپنے اپنے عقائد کے مطابق لیکچر دیں۔ چنانچہ ۳ اگست کی شام کو لیکچر دوں کا اہتمام کیا گیا ہر فرقے کے لوگ جمع ہوئے۔ پہلے مولوی نور حسین صاحب کی تقریر ہوئی۔ جب مولوی غلام رسول صاحب کی باری آئی تو مولوی عبدالعزیز صاحب اتنی بات سنتے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کا دروازہ بند نہیں۔ اٹھ کر چلے گئے مولوی نور حسین صاحب اور مولوی امین الحق صاحب نے اگلے دن درود خوان دلائل کو نوٹ کرنے کی ناکام کوشش کی پھر سے مغرب تک کراڑوں میں۔ اور مغرب کے بعد تقریباً بارہ بجے تک ہمارے جلسہ گاہ کے قریب مولوی نور حسین صاحب نے حضرت اقدس کے چند حوالے اس بارہ میں پیش کئے۔ کہ میں مدعی نبوت نہیں۔ پھر حدیث لاجبایہ مدعی پیش کی

مولوی غلام رسول صاحب نے اپنی تقریر میں اول تو لایمیسسے الا المظہرین کے تحت تفسیر لکھنے کا چیلنج دیا۔ پھر فرمایا حضرت مرزا نے اپنے کلام کے مستحق خود فرمایا ہے۔ جہاں جہاں میں نے نبی اول رسول ہونے سے انکار کیا ہے۔ وہ صرف ان سنوں میں کیا ہے۔ کہ کیا کوئی نبی شریعت اور نبی کتاب نہیں لایا

غرض مولوی صاحب نے اپنے مخصوص انداز میں تین گھنٹے مدت مدلل اور دلچسپ تقریر فرمائی۔ خاکسار غلام محمد علی تیسری شش پورہ

ایکے کا رم کی حوصلہ افزائی کفر و کفر

دیہاتے جناب برطال والامقام کے نزدیک لاہور۔ سرگودھا ٹرک پر ایک کشتیوں کا پل ہے۔ جس کی حفاظت کے لئے وہاں ایک اور سیر حکمہ میاں ورس کی طرف سے متعین ہونا ہے۔ ۹ اپریل سنہ ۱۹۳۳ء کو جب اچانک دیریا میر سخت طغیانی آگئی جس کی اطلاع بدیہ تار بھی تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ بعد مل سکی۔ اور سیر مذکور نے نہایت جانفشانی سے کام لیکر حفاظت کی ہر ممکن کوشش کی۔ اسی اثنا میں جب پانی کا زور نہایت بڑھ گیا۔ اور پل ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ تو اور سیر مذکور نے حملہ موت کے منہ میں آگیا۔ جسے اک بے ہوش ہو گیا جسے ملاحوں نے بڑی مشکل سے بچایا۔ اور بھی کئی آدمی جو تیرنا نہ جانتے تھے سخت خطرہ میں تھے۔ لیکن جو نبی اور سیر مذکور کو ہوش آیا۔ اس نے اپنے ماتحت حملہ کو بچانے کے لئے کوشش شروع کر دی۔ اور تمام آدمی جن کی تعداد ۲۲ تھی۔ اس کی دوڑ دوڑ بچا دئے گئے۔ اور سیر مذکور نے جس جانفشانی سے اپنی جان پر کھیل کر یہ قابل توفیق کام کیا۔ وہ اس قابل ہے کہ حکام بالا اس کی حوصلہ افزائی کریں۔ تاکہ اور ملازموں کو بھی خطرہ کے وقت اپنی جان جو کھوں میں ڈالنے کی جرأت ہو۔ (نامذکر)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الفضل

نمبر ۱۹ قادیان دارالامان مورخہ ۱۲ اگست ۱۹۳۳ء جلد ۱۸

کانگریس والوں کی خیالی آرائیوں کا حشر

اپنی تصفیہ کے موقع سے فائدہ اٹھایا جائے

باوجود اس کے کہ سرسید اور مسٹر جیکار نے اعلان کر دیا تھا کہ صلح کے لئے جو ٹانگ دود کر رہے ہیں۔ وہ نہ تو گورنمنٹ کے ایما سے ہے۔ اور نہ کسی پارٹی کی طرف سے۔ اور باوجود اس کے کہ لارڈ رسل نے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے ہوس آف لارڈز میں گہدیا تھا۔ ہم نے ان دونوں اصحاب کو گاندھی جی کے پاس نہیں بھیجا۔ انہوں نے ان سے منے کی درخواست کی اور ہم نے منظور کر لی۔ پھر بھی کانگریسی احباب نے یہی ظاہر کیا۔ کہ گورنمنٹ کانگریس کے آگے متتیار ڈال کر صلح کی گفتگو کر رہی ہے۔

مسلمانوں کو طعنہ

اس پر ایک طرف تو مسلمانوں کو اس قسم کے طعنہ دئے گئے ہیں۔ کہ کانگریس کی تحریک سے علیحدہ رہنے کا نتیجہ دیکھیں۔ گورنمنٹ نے سرسید اور مسٹر جیکار کو گاندھی جی سے صلح کی شرائط طے کرنے کے لئے بھیجا۔ اور کسی مسلمان کو بوجھا بھی نہیں۔

گاندھی جی کی خیالی فتح

دوسری طرف اس گفتگو کو "ہماتما گاندھی کی فتح" گورنمنٹ جھک گئی۔ کانگریس کی شاندار کامیابی "قراردیا گیا۔ کانگریسوں کے سارے شور شرکے کی بنیاد اس قسم کی خیالی آرائیوں پر تھی۔ کہ

"اگر سرسید بہادر اور مسٹر جیکار ویسے ہی کورے ہوتے جیسے کہ وہ اپنے نہیں ظاہر کر رہے ہیں۔ تو ہمتا گاندھی ان سے کہہ سکتے تھے۔ کہ جب فریق مخالفت (گورنمنٹ) کی طرف سے آپ کو وکالت نامہ نہیں دیا گیا۔ تو ہمارے پاس آپ کا لہجہ بن کر آنا کیا معنی رکھتا ہے۔ اگر ۲۳ دسمبر ۱۹۲۹ء کے بعد حالات میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ اور گورنمنٹ کچھ پیش کرنے کو تیار نہیں۔ تو پوسے کو پیشینہ سے کیا حال؟" (پرتاپ ۲ اگست)

مطلب یہ کہ سرسید اور مسٹر جیکار نے جو یہ کہا۔ کہ ان کی بات چیت گورنمنٹ کے کسی ایما سے نہیں۔ یہ درست نہیں۔ اگر ایسا ہوتا۔ تو گاندھی جی ان سے بات ہی نہ کرتے۔ اور صاف کہہ دیتے۔ کہ جب گورنمنٹ کی طرف سے آپ کو وکالت نامہ ہی نہیں دیا گیا۔ تو ہمارے پاس لہجہ بن کر آنا کیا معنی رکھتا ہے۔ چونکہ گاندھی جی نے یہ نہ کہا۔ بلکہ خوب گھل مل کر گفتگو کی۔ اس لئے ثابت ہو گیا۔ کہ مسٹر جیکار اور سرسید گورنمنٹ کے بھیجے ہوئے لہجے اور اس کی طرف وکالت نامہ لے کر گئے تھے۔ اور یہ گورنمنٹ کی شکست اور کانگریس کی فتح تھی۔ یا گاندھی جی کی کامیابی۔ اور دائرے کی ہریت ہے۔

بلاوجہ خیالی آرائی

سمجھ میں نہیں آتا۔ ایک طرف گورنمنٹ کے اس قسم کے صاف اور واضح اعلانات کے باوجود کہ ایسے اشخاص کے ساتھ جن کا علاقہ مفید ہو۔ کہ وہ ملک کی جائز قائم شدہ حکومت ناممکن بنا دیں۔ کسی قسم کی گفتگو کئے جانے کا سوال بھی پیدا نہیں ہو سکتا۔ اور دوسری گورنمنٹ کے خلاف اپنی خلاف قانون سرگرمیوں میں کسی قسم کی کسی لانے کے نتیجہ میں اس قسم کے خیالات کو اپنے دل میں جا بوجھ کر لگائی۔ کیوں اتنی بلند امیدیں قائم کی گئیں اور کیوں آپ سے باہر ہو کر مسلمانوں کو کانگریس کی خیالی کامیابی سے مرعوب کرنے میں مصروف ہو گئے۔

کانگریس والوں کی آنکھیں کھل گئیں

بہر حال کانگریس والوں نے وہ کچھ سمجھا جس کی کچھ حقیقت تھی۔ اور ایسے مقام پر اپنے آپ کو قرار دیا۔ جو ان کی رسائی سے بہت دور تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ جب وہ مباحثت دھڑام سے نیچے آ رہے۔ اور ان کی آنکھیں کھل گئیں۔ تب انہیں معلوم ہوا

وہ ایسا خواب دیکھ رہے تھے۔ جس کی کوئی تعبیر نہیں۔ اور وہ ایسی دنیا میں اپنے آپ کو سمجھ رہے تھے۔ جس کی کوئی حقیقت نہیں۔ چنانچہ وہی لوگ جو کل تک کانگریس کی شاندار کامیابی اور گورنمنٹ کی شکست کے راگ گائے تھے۔ آج منہ بسود کر رہے ہیں کہ زیادہ تو الگ رہا۔ انہوں نے "کم از کم" جو کچھ سمجھا تھا۔ وہ بھی پورا نہ ہوا۔ اور گورنمنٹ بال بھر بھی اپنے مقام سے ہٹنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ چنانچہ پرتاپ (۲ اگست) لکھتا ہے۔

"سمجھا یہ کیا تھا۔ کہ کم از کم اس وقت جبکہ سرسید بہادر پیر اور مسٹر جیکار گورنمنٹ اور کانگریس کے درمیان صلح کرانے کی ایک سرگرم کوشش کر رہے ہیں۔ سرکردہ اصحاب پر ہاتھ نہ ڈالا جائیگا لیکن یہ خیال غلط نکلا۔ پولیس نے سردار پٹیل مسٹر مشرورانی اور نڈت مدن موہن نالوی پر بھی ہاتھ ڈال دیا۔ اور کس جرم میں؟ وہ ایک جلوس کے ساتھ تھے۔ جو مشورہ رقبہ میں جانا چاہتا تھا یا اس سے ظاہر ہے۔ کہ کانگریس والوں نے گورنمنٹ کے متعلق جو خیالی آرائیاں کی تھیں۔ وہ پادر ہوا ثابت ہوئیں اور ہونی بھی چاہیے تھیں۔ کیونکہ انہوں نے سرسید اور مسٹر جیکار کی تک و دو کے متعلق یہ نہایت غلط نتیجہ نکالنے میں جلد بازی سے کام لیا۔ کہ گورنمنٹ گاندھی جی کی قانون شکنی کے آگے جھک گئی ہے۔ اور قانون شکنوں کے پاس صلح کے لئے اپنے اپنی بیٹھے پر مجبور ہو گئی ہے۔

اپنی صورت اختیار کی جائے۔

حالانکہ گورنمنٹ نے کانگریس والوں کو ایک بار اور سو قہودیا کہ وہ ملک کو تباہی اور بد امنی میں مبتلا کرنے کی بجائے اپنی طرف پر کار بند ہوں۔ اب بھی گورنمنٹ اس پہلو سے کافی وسعت و صلح سے کام لے رہی ہے۔ چنانچہ دائرے ہند نے گاندھی جی اور دونوں نرووں کو ایک جگہ اکٹھے ہو کر مشورہ کرنے کی اجازت دے دی ہے۔ اس موقع سے فائدہ اٹھانا کانگریس والوں کا کام ہے۔ ورنہ وہ دیکھ ہی چکے ہیں۔ کہ ان کی خلاف فتناؤں کا رد و ایوں کا مقابلہ کرنے کے لئے گورنمنٹ پوری طرح تیار ہے۔ اور جب تک وہ اس روش پر قائم رہیں گے۔ گورنمنٹ کو انسدادی کارروائیاں کرنے پر مستعد پائیں گے۔

صلح کر لینی چاہئے

ہم نے اوپر کے مضمون میں کانگریس والوں کو توجہ دلائی ہے کہ وہ اپنی تباہ کن سرگرمیوں سے دست کش ہو کر سمجھوتہ کی طرف جھکیں۔ اور اس کے لئے گورنمنٹ کی طرف سے جو موقع دیا جا رہا ہے اس سے فائدہ اٹھائیں۔ یہی بات اب کانگریس کے حامی اخبار بھی کہتے لگے ہیں۔ کیونکہ انہیں معلوم ہو چکا ہے۔ کہ موجودہ تحریک

قانون شکنی منزل مقصود تک پہنچانے سے قاصر ہے۔ چنانچہ پرتاپ (۸ اگست) لکھتا ہے۔
 دھبھکا سندھوستان کو بھی پڑے گا۔ کیونکہ موجودہ جنگ فیصلہ کن منزل تک نہیں پہنچتی ہے اور مشورہ دیتا ہے۔

لیبر گورنمنٹ کی ذبردست خواہش ہے کہ ہندوستان کی طرف سے گول میز کانفرنس کا بائیکاٹ نہ ہو۔ اور وہ سمجھوتہ کرنا چاہتی ہے۔ اگر یہ موقعہ ہاتھ سے نکل گیا۔ تو صلح میں شائد دیر لگ جائے۔ اس لئے صلح کر لینی چاہیے۔

اس سے جہاں یہ ظاہر ہے۔ کہ کانگریس کی نامی کانگریس والوں پر بھی واضح ہو چکی ہے۔ وہاں یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ گورنمنٹ سے سمجھوتہ کر لینا ضروری سمجھا جا رہا ہے۔ آخر بات آج مرحلہ پر ختم ہوگی۔ لیکن یہ وقت مسلمانوں کے لئے بے حد نازک ہو گا۔ مسلمانوں کو ابھی سے کوشش کرنی چاہیے۔ کہ گورنمنٹ کانگریس سے کوئی سمجھوتہ کرتے وقت ان کے حقوق کو نظر انداز نہ کر سکے۔

گول میز کانفرنس اور ہندو

ایک طرف ہندوؤں کا وہ زور شور ملاحظہ کیجئے۔ جو راولپنڈی میں کانفرنس کے خلاف دکھا رہے۔ اور اس کا مکمل بائیکاٹ کرنے کی دھمکیاں دے رہے ہیں۔ اور دوسری طرف یہ سن لیجئے۔ کہ

پنجاب ہندو سمجھا اندر ہی اندر سرکار سے گول میز کانفرنس میں شریک ہونے کے لئے ساز باز کر رہی ہے؟

یہ راز کسی غیر نے نہیں۔ بلکہ ہندو سمجھا کے بہت بڑے حامی پرتاپ (۸ اگست) نے افشا کیا ہے۔ اور اس وقت

کیا ہے۔ جبکہ ہندو سمجھا کو اپنے منشا کے مطابق سرکار سے ساز باز کرنے میں کامیابی نہ ہوئی۔ اور وہ بھی بائیکاٹ کی دھمکی دینے پر اتر آئی۔ اگر اندر ہی اندر ساز باز کرتے ہوئے

اسے کامیابی ہو جاتی۔ تو پھر نہ اسے کانفرنس کو بائیکاٹ کرنے کی دھمکی دینے کی ضرورت پیش آتی۔ نہ پرتاپ اس کی سخت

کی ضرورت سمجھتا۔ یہ حکومت سے ہندوؤں کی ایک ساز باز کاراز منکشف ہوا ہے۔ نہ معلوم اور کس قدر ساز باز ہو رہے ہوں گے۔

سچے آریہ کا جیون

دیپرکاش (۱۰ اگست) ایک پرسدھ آریہ کا ذکر کرتا ہے۔ لکھتا ہے۔

بہ باوجود اس قدر متمول ہونے کے عمر بھر بواہ نہیں کیا۔ اور ایک سچے آریہ کا جیون دیتے کرتے رہے۔

اگر سچے آریہ کا جیون اسی طرح "ذیت" ہوتا ہے کہ باوجود شادی کرنے کی استطاعت رکھنے کے عمر بھر بواہ نہ کیا جاتے تو اس کا صاف مطلب یہ ہے۔ کہ جو آریہ بواہ کرتے اور ستان

پیدا کر کے آریوں کی آبادی میں اضافہ کا موجب بنتے ہیں۔ وہ سچے آریہ کہلانے کے مستحق نہیں ہیں۔ بانی آریہ سماج کے عملی نمونہ اور خاص تعلیم کے لحاظ سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ کسی سچے آریہ

کو بواہ نہیں کرنا چاہیے۔ بلکہ ساری عمر برہم چرہ کا پالنہ کرنا چاہیے۔ مگر افسوس کہ آریہ اپنے سواہمی کے دیگر کئی ایک احکام کی طرح اس امر کو بھی پس پشت ڈال چکے ہیں۔ اور نہ صرف کنوارے لڑکے

لڑکیوں کی شادیاں کرتے ہیں۔ بلکہ بیوہ عورتوں کو بھی دوبارہ شادی کرنے پر مجبور کرتے رہتے ہیں۔

یہ ان لوگوں کی حالت ہے۔ جو آئے دن یہ اعلان کرتے رہتے ہیں۔ کہ اسلام دنیا کے لئے قابل عمل مذہب نہیں۔ بلکہ

ویدک دھرم عالمگیر مذہب ہے۔ اور نہیں۔ تو آریہ سماجی عمر بھر بواہ نہ کر کے ہی سچے آریہ بن کر دکھادیں۔

احمدیوں کے ہونے کے حوصلے

مغربی افریقہ کے احمدیوں نے برطانوی اخبارات کے نام جو تار دیلے۔ اور جسے ہم افضل کے ایک گذشتہ پرچہ میں شائع کر چکے ہیں۔ اس کا ذکر کرتا ہوں "پرکاش" (۱۰ اگست) لکھتا ہے۔

"اس میں تو خود مختاری کے خواب کی ہی بو آتی ہے۔ اور یہ ان کے بڑھے ہوئے حوصلوں کی دلیل ہے۔"

تعجب ہے۔ جو لوگ بقیل خود خود مختاری حاصل کرنے کے لئے "جنگ" میں مصروف ہیں۔ اور جو اس کے لئے قانون شکنی جانتے سمجھتے ہیں۔ انہیں دوسروں کے "خود مختاری کے خواب کی بو"

بھی اچھی نہیں لگتی۔ وہ اس سے ناک بھول چڑھنے لگتے ہیں۔ اور احمدیوں کے بڑھے ہوئے حوصلوں کا شکوہ کرنے لگتے ہیں۔ مگر انہیں یاد رکھنا چاہیے۔ کہ خدا تعالیٰ کے فضل اور اس کے

ماور کی تعلیم کے نتیجہ میں بے شک احمدیوں کے حوصلے اتنے بڑھے ہوئے ہیں۔ کہ جن کی مثال کسی اور جگہ نہیں ملتی۔ یہ بات اگر کسی کے لئے

سودان روح ہے۔ تو ہو۔ اگر کوئی اس آزار سے بچنا چاہتا اور اپنے سینہ میں بڑھے ہوئے حوصلہ کے پیدا کرنے کا متمنی ہے۔ تو آئے احمدیت کا دروازہ ہر ایک کے لئے کھلا ہے۔ اور احمدیت اس کا

حاصلہ بڑھانے کا ذریعہ لینے کے لئے تیار ہے۔ کاش وہ بات جو غیروں کو احمدیوں میں نظر آ رہی اور مجبوراً ان کے مونوں سے نکل رہی ہے۔ وہ مسلمانوں کی سمجھ میں آجائے۔

اور وہ احمدی بن کر اپنے اندر وہی حوصلہ پائیں۔ جو اشد ترین مخالفین سے بھی اعتراف کر رہا ہے۔

ایک اسلامی معاشرہ کی باخبری کا منت

معاشرہ انقلاب (۱۰ اگست) ایک مقامی اسلامی معاشرہ کی بے خبری کی حد ہو گئی؟ کیا یہ نبوت پیش کرنا ہے۔ کہ:

"ہمارا معاشرہ لکھتا ہے۔ ۲۹ جولائی کو جب سر اسٹن چیمبر لین نے دارالعوام میں یہ سوال کیا۔ کہ کیا ان لوگوں کو بھی

گول میز کانفرنس میں بلایا جائے گا۔ جو رسول نافرمانی کی تحریک میں شریک ہیں۔ ڈسٹر ریژر نے سیکڑا انڈین نے جواب میں فرمایا۔ ہم

اس معاملہ کے متعلق گفتگوئے صلح میں مصروف ہیں؟ ہم نے ۲۹ جولائی سے لے کر ۲ اگست تک کا ایک ایک اخبار چھان ڈالا

لنڈن کے تمام تار پڑھ ڈالے۔ دارالعوام کی تمام جہتوں کا مطالعہ کر لیا۔ مگر محولہ بالا فقرہ کہیں نہ ملا۔ بالآخر مطالعہ کیا ہے۔ کہ:

"کیا ہمارا معاشرہ تباہ ہو گیا۔ کہ اس نے ڈسٹر ریژر نے سیکڑا انڈین کا ذریعہ بیان کہاں سے حاصل کیا۔ اور کس بنا پر اسے صحیح اور از حد سے روایت قابل قبول سمجھا جائے؟"

معلوم ہوتا ہے معاشرہ انقلاب نے باوجود ۲ اگست تک کا ایک ایک اخبار چھان ڈالنے کے ۲ اگست کے "پرتاپ" کا ٹیٹل تک نظر نہیں پڑھا۔ جہاں یہی بات ان الفاظ میں درج ہے۔ کہ

"حال ہی میں ڈسٹر ریژر نے سیکڑا انڈین نے پھر یہ کہا ہے۔ کہ ہمارا گاندھی کے ساتھ گفت و شنید ہو رہی ہے؟"

یہ بیان ہمارے گوش نے اپنے نام سے شائع کیا ہے۔ اگر اتنی بڑی باخبری اتنی ادنیٰ ذوق ذریعہ معلومات پر اعتماد کر کے "انقلاب" کے بیان کردہ اسلامی معاشرہ سے دو سرا دیا۔ تو اس پر بے خبری کا الزام کس طرح عائد ہو سکتا ہے؟

مالوی جی کی گرفتاری اور رہائی

مالوی جی کو بمبئی میں جمع خلافت قانون کا ممبر ہونے کی وجہ سے گرفتار کرنے کے بعد ایک سو روپیہ جرمانہ یا پندرہ روز قید محض کی سزا دی گئی تھی۔ لیکن ۸ اگست سپرنٹنڈنٹ

جیل سے مالوی جی سے کہ دیا۔ کسی شخص نے آپ کا جرمانہ ادا کر دیا ہے۔ آپ جیل سے چلے جائیں۔ مالوی جی نے جرمانہ ادا کرنے والے کا نام پوچھا۔ مگر نام بتانے سے انکار کر دیا گیا۔ اور یہ بھی کہا گیا۔ کہ انہیں جیل

چھوڑنے پر مجبور کیا جائے گا۔ اس پر مالوی جی جیل سے باہر آئے۔ اگر مالوی جی کو سزا دینے کی یہ غرض تھی۔ کہ گورنمنٹ کے خزانہ میں ایک سو روپیہ

کا اضافہ ہو جائے تو غیر روز معلوم نہیں۔ انہیں گرفتار کرنے اور پھر جیل چھوڑنے پر مجبور کرنے کے دورانہ کی کیا ضرورت تھی۔ اور اس طرح سزا دینے کی غرض کیا ہو سکتی ہے؟

وقت مسیح موعود علیہ السلام

الہدیت کے ایک اعتراض کا جواب

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منجانب اللہ ہونے پر ہماری جماعت کی طرف سے جہاں دیگر متعدد نشوونما قرآن احادیث سے پیش کئے جاتے ہیں۔ وہاں ایک یہ بھی دلیل دی جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے۔ لو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذناہ بالیمین۔ تم لفظ عنانہ الوتاین۔ اگر جھوٹ اور افتراء سے کوئی شخص دنیا میں کھڑا ہو اور یہ کہے۔ مجھے خدا نے کھڑا کیا۔ اور اپنی وحی و اہام سے مشرف فرمایا تاکہ امر واقعہ ایسا نہ ہو۔ تو ہم اس کی رگ جیات کاٹ دیتے ہیں۔ اور اسے ہلاک اور برباد کر دیتے ہیں۔

خدا تعالیٰ کے اس ارشاد سے یہ حقیقت روشن ہوتی ہے کہ وہ شخص جو افتراء سے کام لے۔ جو کذب بیانی سے دنیا میں اپنی ماموریت کا سکہ بٹھانا چاہے۔ اسے تاد مطلق ذوالجلال اور ذوالانتقام خدا اپنے صاعقہ سے جلد تر ہلاک کر دیتا ہے۔ تا دنیا اس کے ناپاک وجود سے پاک ہو جائے۔ اور اس کے پرتزویہ جال سے محفوظ رہے۔

یہ ربانی قانون پیش کرتے ہوئے ہم غیر احمدی علماء مناظرین سے پوچھا کرتے ہیں۔ کہ بتلاؤ۔ اگر سیدنا حضرت مرزا صاحب بقول شما مغتری اور کذاب تھے۔ تو کیوں خدا نے آپ کو اتنے لمبے عرصہ تک کامیاب و بامراد رکھا۔ حتیٰ کہ اتنی لمبی زندگی دی۔ جو حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ سے بھی دراز ہو گئی۔ کیا یہ اس امر کا کھٹا ثبوت نہیں۔ کہ فی الواقع آپ خدا کے حضور پہلے اور راست باز رسول ہیں۔

اس سوال کا جواب بالعموم مخالفین کی طرف سے سوائے "خاموشی" کے کچھ نہیں ملتا۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں۔ اس صداقت کے پرتزور رُخ پر ظلمانی پردے اوڑھائے نہیں جاسکتے اس دلیل کے ابطال کیلئے جھوٹے حربے کارگر نہیں ہو سکتے۔

مگر الہدیت جو ہمارے سلسلہ کا نام دشمن ہے۔ کھٹا پتھر "مرزا صاحب نے سن ۱۸۴۷ء میں دعویٰ نبوت کیا۔ ۱۹۱۷ء میں انتقال کیا۔ عرصہ نبوت میں کل سات سال زندہ رہے۔ ۲۳ سال کہاں زندہ رہے۔" (ریگم اگست)

یہ اعتراض جس قدر فرسودہ اور بیہودہ ہے۔ اس کی حقیقت اس سے عیاں ہے۔ کہ مستترض نے نہ تو قرآن کریم کے الفاظ دیکھے

اور نہ ہی ان کا صحیح مطلب سمجھا۔ بلکہ اپنے خیال اور توہمات کو اس نے قرآن مجید کی طرف منسوب کر دیا۔

اصل قرآنی الفاظ یہ ہیں۔ لو تقول علینا بعض الاقاویل اب تقول کے معنی کسی لغت میں تنبہاء کے نہیں۔ یعنی قرآن مجید میں یہ بیان نہیں۔ کہ اگر کوئی شخص جھوٹی نبوت کا دعویٰ کرے۔ تو ہم اسے ہلاک کر دیتے ہیں۔ بلکہ یہ بیان ہے۔ کہ اگر ہم پر کوئی افتراء باندھے۔ جھوٹے اور ناسخ الہامات ہماری طرف منسوب کرے۔ تو ہم اسے ہلاک کر دیتے ہیں۔ تقول باب تفعیل سے ہے۔ اور باب تفعیل کا یہ ایک خاصہ ہے۔ کہ وہ تکلف اور بناوٹ کے معنی دیتا ہے۔ پس تقول کے معنی اپنی طرف سے کوئی بات بنا کر کہہ دینے کے ہیں۔ پس مطلب یہ ہوا۔ کہ اگر کوئی شخص اپنی طرف سے باتیں بنا کر ہماری طرف منسوب کرے۔ اور لوگوں سے یہ کہنا شروع کر دے۔ کہ مجھے یوں الہام ہوا۔ تو ہم اسے تباہ کر دیتے ہیں۔

اب غور فرمائیے۔ اس آیت کے کون سے الفاظ سے یہ مفہوم نکل سکتا ہے۔ کہ صرف جھوٹی نبوت کا دعویٰ کرنے سے ہلاک ہوتا ہے۔ اگر اس جگہ نبوت کا ذبح کا مدعی مراد ہوتا۔ تو الفاظ قرآنی میں لوتنبا ہوتا۔ مگر تقول کے الفاظ سے صاف ظاہر ہے۔ کہ خواہ کوئی شخص صرف الہام کا دعویٰ کرتا ہو۔ اور ماموریت کا مدعی ہو۔ مگر جھوٹا اور کاذب ہو۔ تو وہ ہلاک کیا جاتا ہے۔

اب جبکہ یہ امر ثابت ہو گیا۔ کہ قرآن مجید کا یہ وعید کس قسم کے لوگوں کے لئے ہے۔ تو الہدیت کا اعتراض بالکل باطل ہو گیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے الہام کا دعویٰ نہ شہ عین شایع کیا ہے۔ اس کے بعد آپ (کھٹا پتھر) سال تک زندہ رہے۔ جو تیس سال سے ۵ سال زیادہ کا عرصہ ہے۔ بلکہ زبانی طور پر تو آپ اس سے بھی بہت پہلے اپنے الہامات کا ذکر کرتے رہے۔ چنانچہ آپ نے اپنے ایک شعر میں بھی فرمایا ہے۔

تھا برس چالیس کل میں اس مسافر خانہ میں
جبکہ میں نے وحی ربانی سے پایا افتخار

اس کے مطابق آپ دعویٰ الہام کے بعد ۴۳۔۴۴ برس تک زندہ رہے۔ خدا نے آپ کو ہر گھڑی غلبہ دیا۔ ہر دن جو چڑھا۔ وہ آپ کے لئے اپنے ساتھ زیادہ برکات لایا۔ ہر رات جو آئی۔ وہ اپنے اندر خیر و خوبی کے سامان لے کر آئی۔ آپ نے ایک عربی شعر میں اپنی سابقہ اور موجودہ حالت کا اس طرح نقشہ کھینچا ہے۔

لفاظات الموائد کان اکلی
و صرت الیوم مطعام الاھالی

ایک وہ دن تھا۔ کہ دستر خوانوں کے ٹکڑے میرا کھانا ہوا کرتے تھے۔ یا آج وہ دن ہے۔ کہ بڑے بڑے خاندان میرے دستر خوان پر پھیل رہے ہیں۔ یہ خدا کی نصرت یہ نایافتہ

یہ فتح و ظفر کی کلید آپ کو کیوں حاصل ہوئی۔ اگر آپ نعوذ باللہ جھوٹے اور کاذب تھے۔ اگر آپ خدا سے پاک کی طرف سے نہیں تھے۔ تو چاہیے تھا۔ خدا آپ کو جلد تر اٹھا لیتا۔ آپ کے سلسلہ کو انتظار عالم میں پھیلنے نہ دیتا۔ مگر ہوا کیا۔ ہم دیکھ رہے ہیں۔ اور ہم ہی کیا ساری دنیا دیکھ رہی ہے۔ کہ آج بھی ہر دن اپنے ساتھ ایسے سجدہ افراد لاتا ہے۔ جو کبھی غلامی میں داخل ہونا سعادت دارین تصور کرتے ہیں۔

پس یہ آیت آپ کی صداقت کی زبردست دلیل ہے۔ اور کوئی اسے جھٹلا نہیں سکتا۔ کجا یہ کہ اس سے نعوذ باللہ آپ کے تکذیب ثابت ہو۔

ہاں اگر ہر دعویٰ پر ۲۳ سال زندہ رہنا ضروری ہے۔ تو نہ معلوم مستترض رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق کیا کہیں گے۔ کیونکہ یہ واقعہ ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النبیین کا خطاب مدینے میں ملا۔ چنانچہ خاتم النبیین سیدہ خاتم النبیین میں آپ کو کہا گیا۔ جو مدینہ میں آتری۔ اور چھٹے سال میں آتری جس کے صرف چار سال بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہو گیا۔ اب کیا کوئی کہہ سکتا ہے۔ کہ دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خاتم النبیین قرار دو۔ کیونکہ آپ ۲۳ سال اس دعویٰ کے بعد زندہ نہیں رہے۔

ایسی بات کسی ہوشمند انسان کے منہ سے نہیں نکلتی۔

کیونکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ اس آیت سے صرف یہ مقصود ہے کہ جھوٹے الہام کا مدعی ہلاک ہو جاتا ہے۔ اور ہم جانتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مدتوں سے الہام اکہی کا دعویٰ کیا۔ اس کے بعد آپ اتنے لمبے عرصہ تک جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عرصہ حیات سے بھی زیادہ ہے۔ زندہ رہے۔ کامیاب و بامراد رہے۔ ہر قدم آپ کا بلندی کی طرف اٹھا۔ ہر ہتھ آپ کا امرانی کی طرف بڑھا۔ خدا نے آپ کو دشمنوں پر غالب کیا۔ اور آپ کے معاندین کو تباہ و برباد کیا۔ خدا کا یہ معاملہ اس امر کا روشن ثبوت ہے۔ کہ آپ فی الحقیقت خدا کو نبی اور رسول ہیں؟

ان فی الذلک الذکر علی من کان لہ قلب او القی السمیع وھو شہید
تجسس۔ سچا ایسے زبردست معیار صداقت سے رشد حاصل کرنے کے اٹھانکار اور تکذیب پر جرات کی جاتی ہے۔ بالکل ویسے ہی جسطرح پہلے انبیاء کے معاندین کا دستور رہا۔ انکے سامنے زبردست سے زبردست دلائل پیش کئے گئے۔ انکے سلسلہ اصول سے صداقت ثابت کی گئی۔ مگر وہ مخالفت پر ہی اڑے رہے۔ اور آخر نام کام و نامراد ہدایت پانے کے بغیر دنیا سے اڑ گئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خلاف بھی جن لوگوں نے یہ رویہ اختیار کر رکھا ہے۔ انہیں اپنی مثل سابقہ لوگوں سے عبرت حاصل کرنی چاہیے۔

ایک پادری صاحب کی کتاب "کلام حق" پر نظر

حال ہی میں پادری عبدالحق صاحب سبھی مشنری نے ایک کتاب "کلام حق" تصنیف کی ہے۔ جسے ایم کے خان صاحب ناشر نے بغرض ریلو میسرے پاس بھیجا ہے۔ ان کی فرمائش پر میں نے کتاب کو پڑھا۔

خلاصہ کتاب

ساری کتاب کا خلاصہ یہ ہے کہ پادری صاحب موصوف نے انگریزی مبلغین کے اعتراضات کو مد نظر رکھتے ہوئے اسے تصنیف کیا ہے۔ اور جا بجا آپ کے مسیح موعود یا آپ کے مرزا صاحب یا آپ کے مسیح قادیانی، وغیرہ الفاظ لکھ کر میں مخاطب کیا ہے۔ اور کوشش کی ہے کہ "تخریف بائبل" کے مضمون پر مجب ہونے کی حیثیت سے وہ کچھ عہدہ برآ ہوگیں۔ مگر افسوس کہ ان کی یہ سچی محض ناتمام رہی۔ بلکہ انہی ان کے حق میں ایک کارگر حربہ ثابت ہوئی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ جس عظیم الشان دعویٰ کو آج سے تیرہ سو سال قبل حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ نبی عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان مبارک سے خدا تعالیٰ نے اہل کتاب کا ذکر کرتے ہوئے بایں الفاظ ظاہر کیا تھا۔ فویل للذین یکتبون ان کتاب بایدا یلعن ثم یقولون هذا من عند اللہ ینتروا ینزلنا فیہ ثمنا قلیلا فویل لہم ما کتبت ایدہم وویل لہم ما یکسبون (بقرہ ۹) کہ اہل کتاب کی بڑی عادتوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ اپنے ہاتھوں سے از خود کچھ لکھ لیتے ہیں۔ اور پھر اسے خدا تعالیٰ کی طرف منسوب کر دیتے ہیں۔ محض چند ٹکے کمانے کے لئے۔ سو ان کی اس لکھائی پر افسوس اور اس کمانے پر بھی افسوس۔ آج تیرہ سو سال کے بعد پادری عبدالحق صاحب نے اس کی تصدیق کر دی۔ اور قرآن کی سچائی پر ہر نگاہی۔ جبکہ کچھ دیا۔ وہ جملے فی الحقیقت الہامی کتاب کا کوئی حصہ نہ تھے۔ یا محض حواشی تھے۔ جو زمانہ مابعد کے کاتبوں نے غلطی سے جزو متن سمجھ کر حاشیہ پر سے متن میں داخل کر دیئے۔ (کلام حق ص ۱۱) پھر لکھا۔ "ہم۔ یہ دکھا دیتے ہیں کہ وہ (مشکوک جملے) حقیقت جزو متن نہ تھے۔ بلکہ حاشیہ پر کے تشریحی نوٹ تھے۔ جو ایسی کتابوں کے مدلول نقل ہوتے رہنے کی وجہ سے کاتبوں کی غفلت بھول اور کوتاہی سے رفتہ رفتہ یکے بعد دیگرے نادانستہ طور پر متن میں راہ پا گئے۔ (ر ص ۱۱)

پادری صاحب کا بھولائیں

مگر باوجود اس اعتراف حقیقت کے پھر بھی اس از دیاد

وزیادتی کو تخریف کا نام دینا پسند نہیں کرتے اور کمال سادگی سے رقمطراز ہیں۔ بتائیں ان (نقادین بائبل) کا مختلف سینین کے ہزار ہا قلمی نسخوں کے مقابلہ اور جانچ پڑتال کے بعد متن سے الگ رکھنا کتاب کی تصحیح کہلائیگانہ تخریف (ص ۱۱) مگر واضح ہو کہ پادری صاحب کی یہ محض خوش فہمی ہے۔ کیونکہ میں پادری صاحب کو بتانا چاہتا ہوں کہ "کلام حق" تصنیف کرتے وقت آپ نے جس کتاب کو مد نظر رکھا ہے۔ اور جس کتاب کی بیان کردہ ترتیب و تعداد آیات کے مطابق آپ نے آیات منسوخ شکی ترتیب و تعداد رکھی۔ یعنی "احمدیہ نوٹ باک"۔ اسی میں تخریف بائبل کے لفظ کو از دیاد۔ تخریح۔ تبدیلی۔ متن حقیقی میں منقسم کیا گیا ہے۔ اور بتایا گیا ہے کہ تخریف۔ بعض آیات کو ذمہ کر دینے۔ بعض آیات کو حذف کر دینے۔ اور بعض آیات کے الفاظ کو تباہ یا کچھ بدل دینے کا نام ہے۔ اور پھر یہ تینوں شقیں حواشیات کی بنا پر ثابت کی گئی ہیں۔

تخریف کے معنی

پھر تخریف کے معنی (لفظ اصطلاح دوزل میں) یہی ہیں۔ کہ ایک کلام کے معنی اپنی مرضی سے اصل متنوں کے خلاف بنا لینا ایک کلام جہاں سچا ہوتا ہے۔ وہاں سچا ہونا نہ کرنا۔ اور مختلف طریقوں سے اس کو اپنے مسدق سے علیحدہ کر دینا خواہ الفاظ زیادہ کرنے سے یا الفاظ کم کر دینے سے یا الفاظ بدل دینے سے ہو۔ خود قرآن کریم میں بیچا فون الکلم۔ جن لوگوں کی شان میں آیا ہے۔ انہیں کے مختلف کارنامے متعلقہ بائبل کو بیان کر کے تخریف کی حقیقت واضح کر دی ہے۔ مثلاً از خود لکھ کر سے بائبل کا جزو سمجھ لینا۔ لوگوں کو بھی یہی بتانا اور اسے سچا۔ (بقرہ رکوع ۹) (۲) کہنا کچھ اور کرنا کچھ۔ زبان سے ایسے طرز پر الفاظ کا ادا کرنا کہ اس کے معنی بدل جائیں۔ (سوادع) (۳) بائبل کے کچھ حصے سے بالکل غافل ہو جانا۔ اور کتاب کی تخریر میں خیانت کرنا۔ یعنی الفاظ کا کم و بیش کرنا۔ اپنی مرضی کے خلاف پا کر بعض احکام تورات کو عام لوگوں سے مخفی رکھنا۔ اور ان پر ظاہر نہ ہونے دینا۔ یہ معنی کرنا خواہ تقریر سے ہو یا تحریر سے (۴) وہ کلام جو بائبل میں نہیں ہے۔ یعنی باطل ہے۔ اس کو بائبل میں شامل کر دینا (آل عمران) (۵) بعض عبرانی عبارات کو ایسی طرز پر بنا سنوار کر پڑھنا کہ سامعین اسے بائبل کا جزو خیال کریں (آل عمران)

ابن عباس مفسر عظیم نے بیس فون کے معنی یزیلون کئے ہیں۔ کہ اپنی جگہ سے کسی لفظ کو ہٹا دینا ہی تخریف ہی کہنا تھا۔ پادری صاحب کی شہادت

پادری صاحب نے موجودہ انجیل کی تواریخ کے عنوان سے مندرجہ ذیل بیان سپرد قلم کیا ہے۔ واضح رہے کہ انجیل مقدس کا جو نسخہ اب ہمارے ہاتھوں میں موجود ہے۔ اس کا یونانی متن پہلے پہل ارا سمس نے ۱۵۱۶ء میں اور مختلف سینین کے قلمی نسخوں سے اس کا مقابلہ کرنے کے بعد دوبارہ ۱۵۱۹ء میں۔ اور ۱۵۲۰ء میں ارا سمس نے قلمی نسخے دستیاب ہو جانے سے مزید تصحیح کر کے دوبارہ ۱۵۲۰ء میں شائع کرایا۔ اور بعد ازاں رابرٹ سٹیٹن نے جس کے پاس ایک قدیمی نسخہ پانچویں صدی کا اور متعدد نسخے گیارھویں صدی سے پندرھویں صدی تک کے موجود تھے) اسے نہایت احتیاط کے ساتھ ان قدیمی نسخوں سے مقابلہ کر کے ۱۵۲۰ء میں طبع کرایا۔ چنانچہ ۱۵۲۱ء تک اسی نسخہ کی نقلیں مطبوع ہوئی رہیں۔ اور اسی متن کی بنا پر ہی انجیل کا پڑانا اور دوسرے شائع کیا گیا۔ مگر رابرٹ سٹیٹن کی تصحیح کے بعد کلام مقدس کے زیادہ قدیم اور معتبر نسخے اور ترجمے بھاری تعداد میں معلوم ہو گئے۔ جن کے مقابلہ اور پوری پوری جمان میں کے یہ نسخے ایکٹ اور پروفیسر ہاؤٹ نے اس متن کو کتابت کی ہر طرح کی چھوٹی سے چھوٹی غلطیوں سے بھی نہایت احتیاط کے ساتھ پاک کر کے ۱۵۲۰ء میں شائع کرایا۔ اب ہمارے پاس اس متن کا ترجمہ موجود ہے (کلام حق ص ۱۱) پادری صاحب۔ آپ نے تو کمال کر دیا کہ اپنی ایسی زبردست شہادت سے ہمارے اعتراضات پر ہر تصدیق ثبت کر دی تو آپ کی مندرجہ بالا تقریر سے حسب ذیل امور ثابت ہیں۔ (۱) موجودہ نسخہ انجیل کا وہ ہے جسے متعدد بار مختلف قدیمی نسخوں سے ملا کر شائع کیا گیا ہے۔ (۲) پہلی تصحیح ۱۵۱۶ء پھر دوسری ۱۵۱۹ء پھر تیسری تصحیح ۱۵۲۰ء میں مزید ہوئی۔ (۳) پھر اس آخری مزید تصحیح کے بعد کچھ اور نسخے مل گئے۔ تو ۱۵۲۰ء میں صحیح ترین نسخہ طبع ہوا۔ اور یہی نسخہ ۱۵۲۰ء تک عیسائیوں میں کلام خدا کہلاتا رہا۔ (۴) پھر اور قدیم نسخے دستیاب ہو گئے۔ جو معتبر تھے۔ بھاری تعداد میں تھے ان سے مقابلہ کر کے اور ہر طرح کی چھوٹی چھوٹی غلطیوں سے نہایت احتیاط کے ساتھ پاک کر کے ۱۵۲۰ء میں پھر ایک نسخہ شائع کیا گیا۔ (۵) اس آخری نسخہ کا اب ہمارے پاس ترجمہ موجود ہے۔

چند سوالات

اس پر چند سوال پیدا ہوتے ہیں۔ جن کا جواب دینا ہر مسیحی کا فرض ہے۔ بالخصوص پادری عبدالحق صاحب کا۔ (۱) جب ۱۵۲۰ء سے لیکر ۱۵۲۰ء تک کی انجیل کا یہ حال ہے۔ کہ وہ پانچ دفعہ بڑی محنت اور جانفشانی کے ساتھ تصحیح ہوئی ہے

امام ابن حزم اور وفات مسیح

رسالہ معارف کے ماہ مارچ گذشتہ کے نمبر میں ایک نقل مضمون امام ابن حزم کی ایک نادر کتاب موسومہ المسحیٰ پر شائع ہوا ہے جس کے ایک حصے کا خلاصہ ناظرین بفضل کی دلچسپی کے لئے پیش کیا جاتا ہے۔
امام موصوف لکھتے ہیں:-

ان عیسیٰ علیہ السلام لم یقتل ولم یصلب وانکن
تو قالوا لا الله تعالى عز وجل ثم رفعه اليه وقال عز وجل
(وما قتلوه وما صلبوه) وقال تعالى (اني متوكل
ورا فحك الی) وقال الله تعالى عتبه انه قال (وكننت
عليهم شهيدا) اما دمت فيهم فلما تو فیتنی كنت
انت الرقيب عليهم وانت على كل شيء شهيد) وقال
تعالى (الله يتوفى الالفن حين موتها والتي لم تمت
في منامها) قالو فاتحه قسمان نوم وموت فقط ولم
يرو عیسیٰ علیه السلام بقوله (فلما تو فیتنی) وفاة النور
فصح انه اتما عني وفاة الموت ومن قال انه عليه السلام
قتل او صلب فهو كافر مرتد حلال دمه وماله لتكذيبه
القرآن وخلافه الاجماع (صفحة ۲۳)

اس کا ترجمہ یہ ہے:-
عیسیٰ علیہ السلام نہ تو مقتول ہوئے اور نہ انکو ٹھوٹی دی گئی بلکہ
خدا نے انکو وفات دی۔ اور پھر انکو اپنی طرف اٹھالیا۔ اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے کہ نہ تو میری دیں نے عیسیٰ کو قتل کیا۔ اور نہ ٹھوٹی دی اور
حضرت عیسیٰ کو خطاب کر کے فرماتا ہے کہ (میں تجھکو وفات دینے
والا ہوں۔ اور تجھکو اپنی طرف اٹھانے والا ہوں) اور خدا عیسیٰ
کا قول نقل کرتا ہے۔ کہ انہوں نے عرض کیا۔ کہ (اور میں ان
پر گواہ تھا۔ جب تک ہیں ان میں تھا۔ اور پھر جب تو نے
مجھے وفات دیدی۔ تو تو ہی ان کا نگہبان تھا۔ اور تو ہر چیز
پر گواہ ہے۔) اور خدا فرماتا ہے کہ خدا وفات دیتا ہے۔
جانوں کو ان کی موت کے وقت) اور جو نہیں مرقی ان کو نیند کے
وقت۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے قول (جب
تو نے مجھے وفات دی) سے نیند کی وفات مراد نہیں لی۔ تو صحیح یہ ہے۔
کہ انہوں نے موت کی وفات مراد لی۔ اور جو یہ کہے کہ وہ قتل ہوئے یا ٹھوٹی
پائے وہ کافر ہے۔ مرتد ہے۔ اسکا خون اور مالی طلال ہے کہ وہ قرآن کو جھٹلاتا
اور اجماع کی مخالفت کرتا ہے۔

اس کے بعد ایڈیٹر معارف تحریر فرماتے ہیں:- اس سے
معلوم ہوتا ہے۔ کہ سرسید مرحوم سے پہلے بھی کچھ علماء
اس مسئلہ میں ان کے ہم آہنگ گزرے ہیں۔ اور آج کل
جو لوگ اس مسئلہ کو کفر و اسلام کا معیار بنا رہے ہیں۔
وہ افراط و تفریط میں مبتلا ہیں:-
(خاکسار:- درست محمد حجازہ آف جام پور)

یادری ضاکی اپنے مذہب کا واقفیت

مجھے اکثر مرتبہ یادری صاحب سے ملاقات کا موقع ملا ہے۔
ہمیشہ میں نے ان پر یہی ثابت کیا ہے۔ کہ آپ اپنی مذہبی کتاب
سے محض ناواقف ہیں۔ اب بھی میں ثابت کرتا ہوں۔ کہ یادری
صاحب دھوکا دیتے ہیں۔ اور غلط بیانی عمداً کرتے ہیں۔ اپنی
کتاب اور اپنے مذہب سے اجنبی محض ہیں۔ کیونکہ وہ عبارت
جو موجودہ انجیل کی تواریخ کے عنوان کے تحت کلام حق ص ۱۱ پر
پاندتئی مذکور نے درج کی ہے۔ اس میں صاف اقرار ہے۔
کہ رابرٹ سٹیفن کی تصحیح کے بعد کلام متدس کے زیادہ قدیم
اور معتبر نسخے اور ترجمے بھاری تعداد میں معلوم ہو گئے۔ جن
کے مقابلہ اور پوری پوری چھان بین کے بعد شپ ویسکٹ
اور پروفیسر ہارٹ نے اس متن کو کتابت کی ہر طرح کی چھوٹی سے
چھوٹی غلطیوں سے بھی نہایت احتیاط سے پاک کر کے ۱۸۸۷ء
میں شائع کر لیا ہے۔ اب ہر پاس اس متن کا ترجمہ موجود ہے۔
میں تمام مسیحی دوستوں سے اور یادری عبدالحق صاحب سے
بالخصوص درخواست کر دی گئی۔ کہ مندرجہ بالا عبارت غور سے
دیکھیں۔ اور بتائیں۔ کیا موجودہ کلام مقدس واقعی اسی کلام مقدس
کا ترجمہ ہے۔ جو ۱۸۸۷ء میں چھوٹی سے چھوٹی غلطیوں سے
بھی نہایت احتیاط سے پاک کر کے شائع کی گئی تھی۔ پنجاب ییلجس
بک سوسائٹی سے پوچھئے۔ کہ اس نے کیوں اسے ناپاک ثابت
کیا۔ اور کیوں ۱۹۰۳ء کے بعد یعنی ۱۸۸۷ء کے ۳۶ سال بعد
پھر اسے پاک کرنے کے لئے پوری ۳۷ آیتوں میں تبدیلی کی؟
بالخصوص انجیل میں سے سترہ آیتوں کو کیوں حذف کر دیا۔ ہر طرح
کی پاک کردہ کتاب میں سے ۷ آیتیں کیوں ۱۸۸۷ء کے بعد
کم کر دیں۔ اور کیوں لوگوں کو یہ موقع دیا۔ کہ وہ ۱۸۸۷ء والی
پاک شدہ کو ناپاک کہیں۔

ایک طرف یادری صاحب کا بیان پڑھئے جو موجودہ کلام مقدس
کو ۱۸۸۷ء کا ترجمہ بتاتے ہیں۔ دوسری طرف ۱۹۰۳ء سے پہلے
کی شائع شدہ ایک انجیل کو اور ۱۸۸۷ء کے بعد کی شائع شدہ
ایک انجیل کو لیکر آپس میں مقابلہ کیجئے۔ صاف معلوم ہو جائیگا۔
کہ علاوہ الفاظ بدل دینے کے ۷ آیات ایسی ملیں گی جو ۱۸۸۷ء
سے پہلے موجود تھیں۔ مگر بعد کی شائع شدہ کتابوں میں سے
اڑا دی گئیں۔ اس سے معلوم ہو جائیگا۔ کہ یادری عبدالحق صاحب
کا یہ کہنا۔ کہ موجودہ ترجمہ ۱۸۸۷ء والی نہایت صحیح شدہ انجیل کا ہے۔
کہا تک درست ہے۔ یقیناً تو تمہارا غلط بیانی کر کے انہوں کو دھوکا دیا۔ یا پھر اپنی
مذہبی کتاب کے بالکل اجنبی اور ناواقف محض ہیں۔ ان دونوں صورتوں
میں ان کی کتاب کی کچھ وقعت نہیں رہتی۔ اور جو کچھ انہوں
نے لکھا ہے۔ بالکل فضول ہو جاتا ہے۔
(خاکسار:- غلام احمد مجاہد)

آدرب کبھی کوئی قدیم نسخہ مل گیا۔ اسی وقت پہلی انجیل کی تصحیح شروع
ہو گئی۔ اور کانسٹنٹین پھانٹ کر کے ہر طرح کی چھوٹی سے چھوٹی غلطیوں
سے نہایت احتیاط کے ساتھ پاک کی جاتی رہی۔ تو نہ معلوم کس
قدر آیات و ابواب کا رد و بدل ہوتا رہا۔ اور خدا جانے کونسی
آیات منسوخ ہو کر خارج کی جاتی ہو گئی۔ اور کونسی نرائد کی جاتی
ہو گئی۔ اور کون کونسی آیات بدل دی جاتی ہو گئی۔ اس اندازہ کو
مد نظر رکھ کر کیوں نہ قرآن کریم پر ایمان تازہ ہو جس نے چھٹی
صدی عیسوی میں ہی دعویٰ کیا تھا۔ کہ اہل کتاب کا یہ حال ہے
اور آئندہ ہوگا۔

(۲) جب ۲۶۵ سال میں اتنی کتر و میرت ثابت ہو گئی۔ یا اس
میں تغیر و تبدیلی ہو گئی۔ تو خدا جانے کس طرح کی پہلی تصحیح تک
اس پر کس قدر مظالم تصحیح ڈھائے گئے ہونگے۔ اور نادان دوستوں
نے کس قدر خیر خواہی کی ہوگی۔ مگر بن بادشا ہوں کی خوشنودی
حاصل کرنے کے لئے کتنے غیر یہودی قوموں کو اپنے اندر لانے کی خاطر
کیس کس آیت کو بدلا ہوگا۔ اور کس کس فرقوں نے آپس کی تڑپوں میں
اور خطر ناک بحث کی خاطر نہ معلوم کس حد تک انجیل پر حملے کئے
ہو گئے۔ ان مظالم۔ ہمدردیوں اور کتر و بیونت تحریف و غیرہ کا خیال
کر کے روٹ گئے کھرے ہوتے ہیں۔ اور بے اختیار الامان
الحفیظ زبان سے نکلتا ہے۔

(۳) کیا ۱۸۸۷ء کے بعد اب تک کوئی قدیم نسخہ نہیں
ملا۔ جس کی بناء پر پھر انجیل مقدس میں مزید تصحیح کرنے کی ضرورت
پیش آئی ہو۔ اور اسے کمال احتیاط سے پاک کر کے انکی مجبوری
لاحق ہوئی ہو۔

(۴) اگر کوئی نسخہ قدیمی ملا تو تھا۔ مگر اسے معتبر نہ سمجھا گیا۔ تو
سوال ہوگا۔ کہ اس کی وجہ کیا ہے؟ کہ بقیہ قدیم نسخے تو معتبر
ہو کر انجیل کی مزید تصحیح کا باعث ہو گئیں۔ لیکن ۱۸۸۷ء کے بعد
اگر کوئی نسخہ قدیم ملے۔ جو پہلے قدیم قرار دادہ نسخوں سے زیادہ
قدیم ثابت ہو۔ تو اسے غیر معتبر ہی قرار دیا جائے۔ اور اس
کی بناء پر مزید تصحیح اور نہایت احتیاط سے پاک کرنے کی
ضرورت نہ سمجھی جائے؟

(۵) ان جملہ تصحیحات کو (جو محض ۳۶۵ سال کے اندر وقوع
پذیر ہوئیں) مد نظر رکھتے ہوئے احتمال قوی ہے۔ کہ
نئی تحقیقات اور جدید کوششوں کی بناء پر ضرور ایسے نسخے
مل جائیں۔ جس کی وجہ سے مزید تصحیح کی ضرورت پڑے۔ اس
زبردست احتمال کو مد نظر رکھتے ہوئے اب اگر کوئی یہ یقین
رکھے۔ کہ جو کتاب آج تک سینکڑوں مرتبہ بدلی ہے۔ اور
آئندہ بھی بدلتی رہے گی۔ اس لئے یہ اصلی کتاب نہیں ہے۔
اور یہ کہے کہ موجودہ بائبل ہرگز اہامی اور قطعاً اعتبار کے
قابل نہیں ہے۔ حق بجانب ہو گیا نہیں۔

ڈاکٹر محمد علی خان صاحب کے حالات زندگی

آہ میں نہایت ہی رنج و قلق کے ساتھ لکھ رہی ہوں۔ کہ میرے نہایت ہی شفیق والد صاحب ۱۱ جون بوقت ساڑھے سات بجے اس ناپائیدار دنیا کو الوداع کہہ گئے۔ اگرچہ پیار تو عرصہ سے تھے۔ لیکن اچانک دل کی حرکت بند ہو جانے سے روح پرداز کر گئی۔ اور ہم آٹھ بہنوں بھائیوں اور ایک والدہ کو داغ مفارقت دے گئے۔ بڑا علاج معالجہ کیا۔ مگر بھی علاج کے واسطے میسپتال میں لے گئے۔ وہاں سے ۲۵ اپریل اپنے وطن گجرات آ گئے۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ بہت کچھ افاقہ ہو گیا ہے۔ کہ یکدم کچھ کچھ ہو گیا۔ اور آن کی آن میں سب خوشیاں غم کے ساتھ بدل گئیں۔ آپ کی کنش بذریعہ لاری قادیان لے جای گئی۔ اور ۱۲ جون صبح سرت ظلی صبح ثانی نے باوجود ناسازی طبع بھاری مجمع کے ساتھ نماز جنازہ پڑھا لی۔ اور مرحوم اپنی مقبرہ میں دفن کئے گئے۔ آپ نے مانا نہ آدھے دسویں حصہ کی اور اپنی جائداد کے تیسرے حصہ کی وصیت کی ہوئی تھی۔

آپ ۵۵ سال کی عمر میں فوت ہوئے۔ جس میں ہندوستانی فوج میں ملازم ہوئے۔ دس برس پہلے ملازمت کی۔ اس کے بعد ۱۹۱۰ء میں ایٹ افریقہ گئے۔ اور ۱۳ برس ملازمت کی۔ اب بیماری کے باعث پنشن لے لی تھی۔ لیکن زندگی میں پہلی پنشن بھی نہ لے سکے تھے۔ کہ سوئی کریم کا بلاوا آگیا

سبول احمدیت

آپ کو افریقہ میں ہی احمدیت کی طرف توجہ پیدا ہوئی۔ جب ۱۹۱۰ء میں ہندوستان آئے۔ تو قادیان تشریف لے گئے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک پر بیعت کی۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پرانے صحابیوں میں سے تھے۔ اپنے فاندان کے سب سے پہلے فرد تھے جو کہ احمدی ہوئے تھے۔ ان کی تبلیغ اور کوشش کے طفیل سب فاندان اس وقت ماشاء اللہ احمدی ہے۔ آپ کا طریق تھا۔ کہ جب کسی اپنے رشتہ دار یا اپنے دوست کو خط لکھتے۔ تو ضروری تبلیغ کرتے۔ بار بار رشتہ داروں نے غصہ سے کہا۔ کہ ہمیں تبلیغ کا خط نہ لکھا کرو۔ لیکن آپ بدستور تبلیغ میں کوشش کرتے۔

اخلاص

مرحوم کا اخلاص حد درجہ کا تھا۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بابت یا اپنے سلسلہ کے خلاف ذرا بھی بات سنتے

تو چہرہ غصہ سے سرخ ہو جاتا۔ بلکہ اپنے پرانے دوستوں کی بھی پرداہ نہ کرتے۔ کسی کو جرات نہ ہوتی تھی۔ کہ احمدیت کے خلاف کوئی بات مرحوم کے سامنے کرے۔ آپ انگریزوں کو بھی بعض دفعہ کہہ دیتے۔ کہ مجھے ایسی لوگری کی پرداہ نہیں۔ جو کہ میرے مذہب میں ردک بنے چنانچہ عرصہ ۶ سال کا گذرا ہے۔ آپ نیروبی کینیڈا کے بڑے ہسپتال میں لگانے گئے وہاں اتنا کام تھا۔ کہ بعض دفعہ کھانا بھی وقت پر نصیب نہ ہوتا تھا۔ اور نہ نماز کا وقت پر سوتے ملتا۔ ایک دفعہ صبح کے چھ بجے کے گئے ہوئے تین بجے۔ دوپہر کے گھر آئے۔ اور کھانے سے قبل نماز کی نماز پڑھنے لگے۔ ابھی نماز کے لئے گھر سے ہی ہوئے تھے۔ کہ انگریز افسر آگیا۔ اور اس نے بلا بھیجا۔ کئی بار آدمی آئے۔ پھر وہ خود آکر آوازیں دینے لگا۔ لیکن مرحوم تسلی کے ساتھ نماز ادا کرنے رہے۔ جب نماز ادا کر چکے۔ تو باہر نکلے۔ اور کہا میں نماز پڑھ رہا تھا۔ افسر نے کہا۔ میں نہیں جانتا تیری نماز۔ میں رپورٹ کر دوں گا۔ اور تمہاری ۲۴ سالہ نوکری ۲۲ گھنٹے کے اندر اندر صابح کر دوں گا۔ مرحوم نے کہا۔ جو آپ کی مرضی ہو۔ کر لیں۔ مگر یاد رکھیں میرے مذہب کی ہتک کرنے کا آپ کو نمیا زہ بھگتنا پڑیگا۔ آخر مرحوم کی بدلی ممبرا ہو گئی۔ اور جلد ہی اس واقعہ کے بعد ہی افسر کینیڈا کے گورنر کے آپریشن میں جو کہ مر گیا تھا۔ بڑی طرح نکلوا یا گیا۔ اس وقت جب مرحوم کے سامنے آیا۔ تو انھیں نیچے کر لیں۔ مرحوم کہتے۔ پہلے تو جنیال آیا۔ وہ دفعہ یاد دلاؤں۔ لیکن پھر بھجا۔ اتنی ہی شرم کافی ہے۔

درگذر

آپ نے کبھی کسی سے بدلہ نہ لیا۔ کئی ہندوؤں اور سکھوں نے آپ کو تکلیفیں دیں۔ نقصان پہنچائے۔ لیکن آپ ان کو بالکل نہ جانتے۔

دیگر مومنانہ صفات

مرحوم نہایت اعلیٰ اوصاف کے انسان تھے۔ صاف گو تھے۔ چشم پوش تھے۔ کسی کی بات کو سن کر کسی کے آگے نہ بیان کرتے۔ اور نہ ہی کسی کی بڑی باتیں سُن کر یکدم یقین کر لیتے۔ اپنی بیوی بچوں کو بھی یہی کہتے۔ کہ نیک ظن رکھا کرو۔ ظن المؤمنین خلیہ والی آیت پڑھتے۔ نماز روزہ کے بے حد پابند تھے۔ سب بچوں کو آپ نے خود ہی قرآن شریف با ترجمہ اور نماز مترجم پڑھائی۔ دینی تعلیم کو دنیا کی تعلیم سے مقدم رکھا کرتے

چند غیرہ میں بڑی قربانی کرتے۔ جب کبھی حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ نعیمہ کا کوئی اعلان چندہ کی بابت ہوتا۔ فوراً لبیک کہتے۔ باوجود سخت مالی مشکلات کے پہلے اپنی خواہ میں سے چندہ ادا کرتے۔ بعد میں گھر کے اخراجات پورے کرتے کبھی کبھار دینی کاموں میں بعض مجبوروں کے باعث حصہ نہ لے سکتے۔ تو نہایت ہی حسرت و اندوہ سے افسوس کرتے۔ اور کہتے۔ میرے دل کی تڑپ چین نہیں لینے دیتی۔ لیکن مجبور ہوں۔ پھر بھی حتی الوسع دین کی خدمت کرتے۔ اپنے وعدہ کے بڑے پکے تھے۔ اگر کسی کے ساتھ عہد و پیمان کرتے۔ تو چاہے دوسرا عہد توڑ ہی دیتا۔ آپ اپنا وعدہ پورا کرتے۔ اور کہتے۔ اس کے اعمال اس کے ساتھ۔ اور میرے اعمال میرے ساتھ ہیں۔

دیانت داری

تشریف میں جب افریقہ نئے نئے قلی گئے۔ تو ایک نے مرحوم کے پاس ۱۴۰ یا ۱۵۰ امانت رکھی۔ مگر پھر اس کا کوئی پتہ نہ لگا۔ آخر ۱۹۰۷ء میں اُس نے امانت مانگی۔ مرحوم نے سوال کیا۔ تیری امانت کتنی تھی۔ اس نے جواب دیا۔ میں تو عرصہ تک دیوانہ رہا ہوں۔ مجھے علم نہیں۔ مرحوم نے فوراً امانت ادا کر دی۔ اور اپنے سوئی کریم کا بہت ہی شکر یہ کیا۔ کہ جیلے جی امانت ادا ہو گئی۔ اور میں سُر خرد ہو گیا۔

خیرات کے بھی حد درجہ پابند تھے۔ حسب طاقت ضروری خیرات کرتے۔ چاہے قدم سے کریں۔ یا بانوں سے یا پیسے سے۔ یا علاج سے۔ مرحوم کہا کرتے تھے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ سوالی اگر گھوڑے پر چڑھ سکے آئے۔ اور سوال کرے۔ تو بھی مت جھرو کو۔ بلکہ اپنی توفیق کے مطابق ضرور کچھ نہ کچھ دے دیا کرو۔ سو میں اس حکم کے مطابق سب سوالیوں کو دیدیا کرتا ہوں۔

قادیان سے محبت

قادیان کی مقدس سبئی سے خاص محبت رکھتے۔ جب کبھی ہندوستان آتے۔ تو ضروری قادیان کی زیارت کرتے۔ اور یہی خواہش رکھتے۔ کہ ہجرت کر کے قادیان میں رہوں۔ چنانچہ اپنی خواہش کے مطابق اب افریقہ سے سیدھے قادیان آئے اور وہاں چار ماہ تک رہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے محبت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے خاص محبت تھی۔ بعض دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی باتیں سناتے ہوئے رو پڑتے اور آوازیں رقت پیدا ہو جاتی۔ آپ فرمایا کرتے۔ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کا تاریخ افریقہ پہنچا۔ تو میں تار پڑھ کر مہبوت ہو گیا۔ اور ضیال آتا۔ شاید کسی دشمن کی شرارت ہو

ریلوے ٹائم ٹیبل

یکم ستمبر سے نیا ریلوے ٹائم ٹیبل جاری ہو رہا ہے۔ ہم اس وقت پریشانی
ضروری امور افسران بالا کی خدمت میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔
آج سے چار پانچ سال پیشتر ٹائم ٹیبل اس دانشمندی
و عاقبت اندیشی کے ساتھ مرتب کیا جاتا تھا کہ ہر تہیہ کی تکمیل
پیدا ہوتی تھی۔ مگر آج کل ٹائم ٹیبل ایسے طور پر تیار ہوتا ہے کہ
علیٰ العموم تکمیل پیدا ہو جاتی ہے۔ خصوصاً مختلف لائنوں کی
گاڑیوں کے کانسٹیشن کے متعلق تو یہاں تا کہ بے پرواہی سے
کام لیا جاتا ہے۔ کہ صرف چند منٹوں کے فرق پر مسافروں کو نوٹ
کھینچنے دوسری گاڑی کا انتظار کرنا پڑتا ہے۔ مثال کے لئے تین
لائنوں کا ذکر کرتا ہوں۔

(۱) لاہور سے پشاور ٹرین ۳/۴ صبح پانچ بجے روانہ ہوتی ہے۔ جو لاہور
۹ بجکر ۳ منٹ پہنچتی ہے۔ لاہور سے مندرجہ پٹھان کوٹ کیلئے ۹ بجے روانہ
ہو جاتی ہے۔ اب دیکھئے صرف تین منٹ کے فرق کی وجہ سے مسافروں
اس سیر سے محروم ہو جاتا ہے۔ لاہور سے لاہور پشاور پٹھان کوٹ
قادیان آنا چاہتا ہے۔ پورے پانچ بجے عصر تک لاہور ہی ٹھہرنا
پڑتا ہے۔

دوسری مثال۔ سیالکوٹ سے نمبر ۶ گاڑی صبح ۶ بجے
روانہ ہوتی ہے۔ جو دیر کا ۱۲ بجکر ۱۲ منٹ پہنچ جاتی ہے۔ اس کے بعد
اس غیر آباد سٹیشن پر شام کے ۱۸ بجکر ۱۴ منٹ تک ٹھہرتا رہتا ہے۔
ان لوگوں کو جو بنالہ یا قادیان یا پٹھان کوٹ تک جانے والے ہوں
تیسری مثال۔ بھیرہ سے گاڑی صبح ۷ بجکر ۸ بجے
بزرگ نمبر ۲۳ سوار ہوں۔ تو لاہور سے ۱۱ بجکر ۱۵ منٹ پہنچیں گے۔
اور لاہور پشاور پٹھان کوٹ سے روانہ ہوتے۔ اور وہ
ٹھیک ۱۶ بجکر ۵ منٹ پر وہ ٹرین چلا دی جاتی ہے۔ جو پٹھان کوٹ
جاتی ہے۔ گویا صرف ۱۴ منٹ کے فرق کی وجہ سے ایک مسافر
صبح ملک وال بھیرہ سے سوار ہو۔ تو قادیان یا پٹھان کوٹ
دوسرے دن صبح کو پہنچے گا۔

ہم ایسے نقصوں کی طرف ریلوے ٹائم ٹیبل مرتب
کرنے والوں کی توجہ منعطف کرتے ہیں۔ تاکہ پبلک کی بھینسی
دور ہو۔ اور خود ریلوے والوں کو بھی فائدہ پہنچے۔ کیونکہ
مسافر موٹروں کے ذریعے اپنا وقت بچانے پر مجبور ہوتے
ہیں۔ قادیان سے ایک ٹرین ۱۰ بجکر ۲۰ پر روانہ ہوتی ہے۔
اور بنالہ سے ۱۰ بجکر ۲۸ پر ایک ٹرین لاہور جاتی ہے۔
ہم نے پچھلی دفعہ ریلوے حکام کو توجہ دلائی تھی۔ کہ صبح
۱۰ بجے کی گاڑی پر قادیان کے اردگرد دیہات کے لوگ
(بالخصوص موسم سرما میں) سوار نہیں ہو سکتے۔ (اس لئے صبح

دل کو ضعف ہو گیا۔ اپنی بیماری بالکل بھول گئے۔ مرحوم تاریخینے
کو ہی تھے۔ کہ گجرات کی جماعت احمدیہ کے امیر صاحب سے
تصدیق ہو گئی۔ کہ یہ کسی دشمن کی شرارت ہے۔ اسی وقت
شکر بارگاہ ایزدی میں گیا۔ لیکن اس دین کے ضعف کا اثر
تین دن تک رہا۔ جب سخت بیماری کی حالت میں ہم پر محض
آپ کے بعد ہمارے نکاحوں ہو گا۔ تو آپ شہادت کی اٹھائی اٹھا کر
کہتے۔ وہ خدا جس نے تمہیں پیدا کیا ہے۔

اولاد

مرحوم اپنی یادگار میں تین بیٹے۔ اور پانچ بیٹیاں
چھوڑ گئے ہیں۔ دو بڑے لڑکے افریقہ میں لازم ہیں۔
سب سے چھوٹا لڑکا جو کہ مرحوم کا آخری بچہ ہے۔ آٹھ سال
کی عمر کا ہے۔ اور سب سے چھوٹی لڑکی بچہ ۴ سال کی ہے۔
یہ دونوں بچے مرحوم کو حد درجہ پیارے تھے۔ جب کبھی سیر
کو جاتے یا بازار جاتے۔ تو ان دونوں کو ساتھ لے جاتے۔
جس کسی نے ان کی دانت کی خبر سنی۔ کیا افریقہ والے کیا
انڈیا والے سب افسوس کرتے۔

التماس

میں افضل پڑھنے والے احمدی بھائیوں کی خدمت
میں التماس کرتی ہوں۔ کہ آپ در دل سے دعا کریں۔ جو لاہور
ہمارے پیارے آبا جان کو اعلیٰ سے اعلیٰ جنت نصیب
کریں۔ اور ہمیں میر جلیل عطا کرے۔

حاجتیں پوری کرینگے کیا تری عاجز بشر
کریمیاں سب حاجتیں حاجت روا کلمے
بارگاہ ایزدی سے یوں نہ تو یابوس ہو
مشکلیں کیا چیز ہیں مشکل کشا کے سامنے

یہ شعر اپنے چھوٹے بچوں سے روزانہ سنتے۔ اور وہ
میں آجاتے۔ یہ اب ہمارے لئے ذلیف چھوڑ گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ
میرے آبا جان کو اپنے قرب میں جگہ دے۔ آمین یا رب العالمین۔
(دل شکستہ کینز ناظمہ بانو بنت ڈاکٹر محمد علی خان صاحب مرحوم۔ گجرات)

۶۴ ضرور تھی ہے۔ کہ یہ ٹرین پورے دنلے قادیان سے
روانہ ہو۔ تاکہ بنالہ پشاور ٹرین نمبر ۲۵ سے کانسٹیشن ہو سکے۔
اور لاہور۔ اور تر مسافر بہولیت چلے جائیں۔ معلوم نہیں۔ کہ ایسا کرنے میں
ریلو افسران کا کیا حرج ہوتا ہے۔ وہ ٹرین یونہی قادیان کھڑی ہوتی
ہے۔ اگر آدھ گھنٹہ پہلے چلا دی جا۔ تو کیا حرج ہو گا۔ البتہ فائدہ ضرور
ہے۔ گورداسپور عدالت میں حاضر ہونے والے تو صبح
کی گاڑی سے چلے جاتے ہیں۔ اس لئے زیادہ تر سوار یا پٹھان کوٹ
گورداسپور کی نہیں ہوتیں۔ بلکہ لاہور امرت سڑکی جانب جانے والی
ہوتی ہیں۔ انکے لئے ہولت ہم پہنچانی چاہیے۔ (۱ کھیل قادیان)

فرماتے۔ جب میں عسکر میں افریقہ جانے لگا۔ تو قادیان گیا۔
اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت کی۔ آپ نے مجھے
جانے کی اجازت دیدی۔ اور دعا کی۔ مگر اس دن میں نہ جا سکا۔
اور قادیان میں ہی رہا۔ دوسرے دن جب میں روانہ ہونے لگا۔
تو مفتی محمد صادق صاحب مجھے ملے۔ اور کہنے لگے۔ کیا حضرت مسیح
موعود علیہ السلام سے مل لیا ہے۔ میں نے کہا۔ ہاں کل مل لیا تھا
مفتی صاحب نے کہا۔ آج پھر مل لو۔ زندگی کا کوئی اعتبار نہیں۔
میں نے مفتی صاحب کے ساتھ جا کر پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام
کی زیارت کی۔ اور آبدیدہ ہو کر روانہ ہوا۔ ۶ مہینے کے بعد
آپ کی وفات کا تاثر افریقہ پہنچا۔

اولاد سے پیار

آپ بچوں کو دیکھ کر جیتے۔ اپنی لڑکیوں کے ساتھ
بے حد محبت اور الفت رکھتے۔ لوگ دیکھ دیکھ کر رشک کرتے
اور کہتی تھیں۔ یہ لڑکیوں سے زیادہ محبت کرتے ہیں۔ اس لئے
عذائے زیادہ لڑکیاں دی ہیں۔ مرحوم کہتے۔ یہ اپنا رزق
ساتھ لے کر آتی ہیں۔ میں صرف ان کا محافظ ہوں۔ گھر میں کوئی
صلاح مشورہ ہوتا۔ تو آپ اپنے بچوں اور بیوی سے ضرور
صلاح مشورہ لیتے۔ پھر کسی کام کو شروع کرتے۔ خواہ اپنا ذاتی
کام ہو۔ یا سرکاری۔ حسب عینیت۔ بچوں کی خواہش لوری کرتے
کبھی لڑکے لڑکیوں میں تقادد کرتے۔ سب کو ایک نظر سے
دیکھتے۔ آپ کبھی اکیلے کھانا نہ کھاتے۔ جب تک آپ کے
بچے آپ کے ساتھ نہ بیٹھ جائیں۔ ایک ایک کو بلا کر بٹھاتے
تب کھانا شروع کرتے۔ آپ کے عہد درجہ پابند تھے۔ اپنے
بچوں کی تربیت بھی خدا کے فضل سے اچھی کی۔

آخری ایام

ہم ہر سب افریقہ سے سیدھے قادیان پہنچے۔ مرحوم
کی بیماری تشویشناک صورت اختیار کر چکی تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح
نے بھی علاج کیا۔ اور دعا بھی کی۔ لیکن مقدر میں یہی تھا۔ کچھ
افائدہ ہوا۔ آخر مرحوم نے ہر دعا کی۔ کہ اگلی سات سال کے
بعد اس مقدس سبستی میں وارد ہوا ہوں۔ اور اپنے پیارے
امام و مرشد کا پیارا کلام سننے کے لئے آیا ہوں۔ لیکن مجھے
بیماری نہیں چھوٹی۔ اسے اللہ مجھے توفیق دے۔ کہ سالانہ
جلسے میں شامل ہو سکوں۔ مرحوم کی یہ دعا قبول ہو گئی۔ ۲۷
سے ۲۹ دسمبر تک قدرے آرام رہا۔ اور سخت سردی کے
موسم میں تو بچے رات تک اپنے پیارے امام کی تقریر سنتے
رہے۔ اور دعائیں بھی شامل ہوئے مگر ۳۰ کو چارپائی پر
ایسے گرے۔ کہ پھر ہوش نہ آئی۔
جب حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کی وفات کی خبر ٹریبیون فنیا
میں پڑھی۔ تو ماہی بے آپ کی طرح تھلا اٹھے۔ اس صدمہ سے

انجامِ ہمت کے تقاضا کے لئے اپیل

”ہمت کے مستقبل کے متعلق قوم سے مشورہ طلب کیا گیا۔ قوم کے ہمت اور معزز افراد نے مشورہ دیا اور اپنے اس عزم کا اظہار کیا۔ کہ وہ ہمت کو اعلیٰ درجہ کا روزنامہ بنانے کے لئے ہر ممکن کوشش کریں گے۔ ہمارے لئے ان کا یہ عزم بہت امید افزا ہے۔ اس قدر امید افزا کہ بجز اللہ آغا زکوش میں ہمیں کامیابی کا یقین ہے۔“

ہمدردانِ ہمت کے مشورہ پر غور کرنے کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچے۔ کہ ہمت کو قوم کی ملکیت بنا دیا جائے۔ افراد کی ملکیتیں افراد کی طرح بے ثبات ہوتی ہیں۔ اور افراد کے ساتھ فنا ہو جاتی ہیں جماعت کی توہین اور جماعت کے وسائل غیر محدود ہیں۔ اور اگر جماعت عزم کرے تو اس کی مملکت کا تمام عالم محفوظ رہ سکتی ہیں۔ جو عزم کرتے ہیں اللہ کی مدد کرتا ہمت کیونکر قوم کی ملک بنا یا جائے؟

اسکیم یہ ہے۔ کہ ہمت کو ہر اعتبار سے اردو کا بہترین اخبار بنانے کیلئے جتنی رقم کی ضرورت ہو۔ وہ مسلمانوں سے وصول کی جائے۔ لیکن کمپنی کے اصول پر یہ رقم معینہ حصص پر تقسیم نہ کی جائے۔ اس صورت میں صرف صاحب استطاعت اس عظیم الشان قومی خدمت میں شرکت کر سکیں گے۔ بلکہ غیر معینہ حصص پر تقسیم کیا جائے۔ تاکہ جو مسلمان ایک روپیہ کی ہمت کی ملکیت میں شریک ہونا چاہے۔ شریک ہو جائے۔ اس کا نام مالکانِ ہمت کی فہرست میں ہمیشہ درج رہے۔ اور وہ اس امر خدمت کا مستحق ہو جو ہمت کے ذریعہ سے اسلام کے حق میں ہندوستان کے حق میں اور بنی نوع انسان کے حق میں انجام پائیگی۔

اس قومی سرمایہ کے تحفظ کے لئے جو اس طرح وصول ہو۔ اور ہمت کے مالی انتظام کی نگرانی کے لئے گیارہ معتبر اور ہمدرد مسلمانوں کا بورڈ بنایا جائے۔ جو باضابطہ راجسٹریڈ ہو۔

یہ بورڈ اس رقم کو ہمت پر اس طرح صرف کرے۔ کہ ہمت ہر پہلو سے اعلیٰ درجہ کا اخبار بن جائے۔ اور ایسے تجارتی اصول پر چلے کہ معقول نفع ہونے لگے۔ تاکہ پھر ترقی کی کسی منزل پر قوم کو مزید امداد دینے کی ضرورت نہ پڑے۔ اور خود اپنی آمدنی سے روز بروز فروغ پانا رہے۔ صرف اس نفع کو چھوڑ کر جو سید جالب مرحوم کے شخصی سرمایہ پر ہو۔ ہمت کا جتنا نفع ہو۔ وہ ہمت کو ترقی دینے اور اس اسلامی پریس کے سرمایہ کو بڑھانے میں صرف ہوتا رہے۔

یہ بورڈ ہر مالی سال کے اختتام پر آئندہ سال کیلئے ہمت کا بجٹ اور گذشتہ سال کی آمدنی اور خرچ کی مفصل رپورٹ تیار کر کے قوم کے سامنے پیش کرے۔ اور ہر حصہ دار کو حق ہوگا۔ کہ وہ ہمت کے مالی نظم کے متعلق اپنا اطمینان کر لے۔

ہمت کی موجودہ حالت

ٹوٹا لوگوں میں یہ بدگمانی ہے۔ کہ اخبار کی ضرورتیں کبھی پوری نہیں ہوتیں۔ اور اخبار میں کبھی نفع نہیں ہوتا۔ ہاؤس خیال میں یہ صحیح نہیں لگتا اب تک ایسا ہوا ہے۔ تو اس لئے ہوا۔ کہ مسلمانوں نے اخبارات شخصی سرمایہ سے لکھے۔ اور ان پر اتنا سرمایہ نہ لگایا جتنا لگنا چاہئے تھا۔ اور اگر سرمایہ کی معقول لگائیے تو اخبار کے تجارتی پہلو کو نظر انداز کر دیا۔ ہمت کی موجودہ حالت خود اس بدگمانی کی تردید ہے۔

سید جالب مرحوم نے ہمت کو بلا سرمایہ شروع کیا۔ انکو اپنا اجا اور قدر و اتوں سے ذاتی عطیات کی صورت میں اس ایک سال اور چار ماہ کے اندر زیادہ سے زیادہ پانچ ہزار روپیہ وصول ہوا۔ آپ خود غور فرمائیں۔ کہ ایک روزانہ اخبار کیلئے پانچ ہزار روپیہ کا سرمایہ کیا حقیقت رکھتا ہے۔ اور وہ بھی اس طرح کہ کبھی سونل گیا۔ اور کبھی دو سو۔ مگر ہمت کے کارکنوں نے سختیاں اٹھائیں۔ اور پیٹ پرچی باندھ کر کام کیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آج بفضلہ ہمت اس صوبہ میں سب سے زیادہ باوقار روزنامہ ہے۔ اپنی بساط سے زیادہ قومی خدمت کر رہا ہے۔ پہلی سہ ماہی میں ہمت کا تجارتی نقصان ایک ہزار روپیہ ماہوار تھا۔ دوسری سہ ماہی میں پانچ سو روپیہ ماہوار رہ گیا۔ اور اس وقت زیادہ سے زیادہ دو سو روپیہ ماہوار ہے۔ اگر ہمت کا مرحوم بانی زندہ رہتا۔ تو اخباری پہلو سے اپنی بیسیوں کوتاہیوں کے باوجود آئندہ سہ ماہی میں ہمت کا آمد و خرچ برابر ہو جاتا۔

قوم کا ایک فرد اللہ کے بھروسے پر مکتوبت باندھ کر اٹھا اور ہمت کو عدم سے وجود میں لایا۔ اور پھر اسکو اتنی ترقی دی۔ کہ قریب قریب آمد و خرچ برابر کر گیا۔ اب کیا ساری قوم سے یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ اس کی اس وجود یا دیگر کو ملک و ملت کی خدمت اور حق کے اعلان کے لئے زندہ رکھے؟ تنہا جالب مرحوم نے پانچ ہزار روپیہ لگایا۔ ساری قوم سے پندرہ بیس ہزار روپیہ کی حقیر رقم بھی خرچ نہیں ہو سکتی؟ کوئی کچھ کہے۔ ہم مسلمانوں سے یا بوس نہیں۔ یہ چھوٹا سا کام ہے۔ اللہ نے ملت اسلامیہ کے ایک ایک فرد کو تعمیر عالم کی قوت دی ہے۔ بس ارادہ شرط ہے۔

یہ سرمایہ کیونکر جمع کیا جائے؟

ہم نے اس سرمایہ کو ایک روپیہ سے پانچ ہزار روپیہ تک کی رسیدوں پر تقسیم کر دیا ہے۔ یہ رسیدیں ذمہ دارانہ خاص اور اسلامی تجویز کے ذریعہ سے مسلمانوں میں فروخت کی جائیں گی۔ صوبہ متحدہ میں دم لگنا ہے۔ ہر ضلع کے حصہ میں تقریباً چار سو روپیہ آئے ہیں۔ اگر ہر ضلع میں

ایک ایک ذمہ دار مسلمان یہ تہیہ کرے۔ کہ صوبہ متحدہ میں طاقتور اسلامی پریس قائم کرنے کیلئے وہ اس قدر رقم اپنے بھائیوں سے وصول کر لے گا تو انشاء اللہ کامیاب ہوگا۔ مگر ایک شخص سارا بار اپنے سر کیوں لے صرف ایک ہفتہ کے لئے سات آدمیوں کی ہر جگہ ایک جمعیت قائم کر لی جائے۔ اور تنظیم کے ساتھ ایک ہفتہ کے اندر عوام اور خواص سے حسب استطاعت یہ رقم وصول کر لی جائے۔ مانگنا شرط ہے۔ مسلمان ایسے تنگدل نہیں۔ جو قومی ضرورت کے لئے ایک چھوٹی سی رقم نہ دیں۔ فرض شناس دو تین مندوں کو اختیار حاصل ہے۔ کہ وہ اپنے حوصلہ کے موافق دیں اور ہر روپیہ کی ہمدردی خرید لیں۔ اس سرمایہ کی امداد میں نہ کمی کا تعین ہے۔ نہ زیادتی کا۔

اگر یہ سرمایہ وصول ہو گیا تو ہمت کیسا ہوگا؟

ہم چاہتے ہیں۔ کہ آپ کو یہ بھی معلوم ہو جائے۔ کہ آپ کیسا اسلامی اخبار پیدا کرنے کیلئے کوشش کر رہے ہیں۔ اگر آپ مطلوبہ سرمایہ فراہم کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ تو پھر ہمت بڑی تقطیع کے بارہ صفحات پر شایع ہوگا۔ اس میں ساری دنیا کی تازہ خبریں شایع ہونگی۔ انگریزی اخباروں کی طرح یہ اپنے ناظرین کی خدمت میں علی الصبح پہنچے گا۔ کاغذ، کتابت اور طبعات بہترین ہونگی۔ اور بتوفیق الہی ہمیشہ حق کا اعلان اور انصاف کی وکالت کرے گا۔ مسلمانوں کی دینی اور ملی حقوق کی حفاظت ہمت کا فرض اولین ہوگا۔ گویا پھر ہمت ایسا اخبار ہو جائے گا۔ کہ اردو کے حامی اس کو پاؤں کے مقابلہ میں فخر کے ساتھ پیش کر سکیں گے۔

اپیل

مسلمانوں کے سامنے یہ مفصل سکیم بیان کرنیکے بعد اب ہم ان سے اپیل کرتے ہیں۔ کہ اپنی یہ قومی بدنامی دور کریں۔ کہ مسلمانوں کا پریس بہت ذلیل ہے۔ اور اپنے نامور اخبار نویس سید جالب مرحوم کے نام سے ایک ہفتہ جالب مقرر کر کے پوری سرگرمی کے ساتھ اپنے اپنے ضلع کے حصہ کی رقم وصول کر کے سکرٹری مسلم پریس ٹرسٹ کے نام بھیج دیں۔

مسلمانوں نے طرابلس اور بھقان کیلئے ہزاروں اور خلافت فتنہ کے لئے پونے دو کروڑ روپیہ جمع کیا۔ آج خود انہیں اپنے لئے صرف بیس ہزار روپیہ کی ضرورت ہے۔ کیا وہ اس موقع پر اپنے قومی احساں کے ثبوت سے قاصر رہیں گے؟ نہیں۔ ہمیں مسلمانوں کی حیثیت دینی اور غیرت قومی پر کامل اعتماد ہے۔

راہِ عمل میں پہلا قدم

اس مقصد گرامی کی تکمیل کیلئے جو راہ عمل مقرر کی گئی ہے۔ اسکا پہلا قدم یہ ہے۔ کہ جو ذمہ دار غیر تندرست مسلمان اپنے اپنے اضلاع میں تنظیم کے ساتھ کم سے کم چار سو روپیہ وصول کر لیا کر لیا اٹھائیں۔ وہ فوراً اپنے اسمائے گرامی سکرٹری پریس ٹرسٹ کے نام روزنامہ ہمت کی معرفت بھیج دیں۔ تاکہ ان کے خط و کتابت کی جا سکے۔ اور سرمایہ کی رسیدیں بھیج دی جائیں۔ ہفتہ جالب کے متعلق مزید ہدایت بعد میں شایع کی جائیں گی۔

و دستخط: سید محمد تقی حسین دارالامان قادیان مورخہ ۱۲ اگست ۱۳۳۵ء

ہندوستان کی خبریں

۱۱

بلدیہ دہلی میں گرفتار ان بمبئی سے ہمدردی کی تحریک
 دہلی ۱۰ اگست - بلدیہ دہلی کے ہفتہ وار اجلاس میں لائبریری بند ہو گئی تاکہ تحریک پیش کی کہ سرکار کو اجلاس میں اور پنڈت مالوی کی گرفتاری کے خلاف احتجاجاً اجلاس بلدیہ ملتوی کیا جائے۔ تحریک دس آرا کے مطابق ۱۳ آرا سے سز ہو گئی۔ نو ہندوؤں اور ایک مسلمان کے حق میں دو سز ہو گئی۔
ٹریبیون کے دفتر کی تلاشی
 لاہور ۶ اگست - پولیس کی ایک جمعیت نے اخبار ٹریبیون کے دفتر پر چھاپہ مارا اور میجر سے کہا کہ خیانت مجربانہ کے الزام کے سلسلہ میں تلاش کرنے آئے ہیں۔ چھ گھنٹے تک تلاشی لینے کے بعد پولیس میجر کے دفتر پر پہرے لگا کر رخصت ہو گئی۔

افغانستان کا جشن آزادی
 پشاور ۶ اگست - افغانستان کا جشن آزادی ۵ اگست کو منایا جائیگا۔

بمبئی کے کانگریسی رہنماؤں کو سزائے قید
 بمبئی ۶ اگست - آج بعد دوپہر چھ بجے پریزیڈنسی مجسٹریٹ نے کانگریسی رہنماؤں کے مقدمہ کا فیصلہ سنایا۔ پنڈت مالوی اور چند ایک عورتوں کو ایک سو روپیہ جرمانہ یا پندرہ پندرہ روز قید محنت کی سزا دی۔ اور سردار پٹیل اور چند ایک دوسرے ملازمین کو تین ماہ قید محنت کی سزا دی گئی۔ پنڈت مالوی اور عورتوں نے جرمانہ دینے سے انکار کر دیا۔

لالہ منوہر لال کے مقابلہ پر ہرموتی ساگر
 لاہور ۸ اگست - دہلی یونیورسٹی کے دانش چانسلسر ہرموتی ساگر یونیورسٹی کے حلقہ سے لالہ منوہر لال وزیر تعلیم کے مقابلہ میں پنجاب کونسل کے انتخابی طور امیدوار کھڑے ہوئے ہیں۔

خان عبدالغفار کے ایک رفیق کی خودکشی
 پشاور ۸ اگست - حاجی شاہ نے جو چار سہ کے ایک بڑے تاجدار اور خان عبدالغفار خان کے رفیق ہیں۔ اور حال ہی میں جرات جیل سے ضمانت دیکر رہا ہوئے ہیں۔ اس وجہ سے خودکشی کرنی کہ ان کے احباب نے انکا پر جوش حیر مقدم نہیں کیا۔
 امرتسر کی خلاف قانون جماعتوں پر پولیس کا حملہ
 امرتسر ۶ اگست - کل پولیس کی ایک زبردست جمعیت

جلدیا نوالہ بارنہ پر حملہ آور ہوئی۔ تمام اطراف میں پہرے لگا کر اس نے نوجوان بھارت سبھا کا سرٹیکور اور کرتی سمجھا کے قیام گاہوں پر چھاپہ مارا۔ تیس آدمی گرفتار کئے گئے۔ پولیس نے لاشیوں اور دوسرے اوزاروں کے ساتھ تمام جھوٹے پتوں توڑ ڈالیں اور کچھ کاغذات ضبط کر لئے۔ چار بجے واپسی کے وقت بڑے پھاٹک پر پیر و دیندے تین رضاکار بھی گرفتار کر لئے گئے۔
پنڈت مالوی کی رہائی

بمبئی ۸ اگست - پنڈت مالوی آج بعد دوپہر رہا کر دیئے گئے۔ کیونکہ کسی غیر معلوم شخص نے انکا سو روپیہ جرمانہ ادا کر دیا۔
چھ سوسات کانگریسیوں نے معافی مانگی۔
 اڈنکا ٹاؤن سرکاری اعلان ہوا ہے کہ سابقہ تعداد کے علاوہ سول نافرمانی کے ایک سو پندرہ حوالاتیوں نے معافی مانگی۔ نو قیدیوں نے بھی آئندہ سرگرمیوں میں حصہ نہ لینے کا اقرار کر کے رہائی حاصل کر لی۔ اس وقت تک کل معافی مانگنے والوں کی تعداد ۶۰۷ ہے۔

کمشنریو پی پر حملے کا ارادہ
 نینی تال ۸ اگست - ایک انقلابی عین کمشنر کو کوشی کے برآمدے میں عین موقع پر ایک بم اور پستول کے ساتھ گرفتار کر لیا گیا۔ ملزم نے اقبال کیا۔ کہ میں کمشنر پر بم پھینکنے کے لئے آیا تھا۔

سکھر میں ہولناک فسادات
 حیدرآباد - سندھ ۶ اگست - سہ شنبہ کو سکھر میں پھر مسلح کمرانیوں نے دوکانیں لوٹیں۔ زخمی اشخاص کی تعداد کا اندازہ دو سو ہے۔ اور میں ہندو ہلاک ہوئے ہیں۔ کچھ مسلمان بھی زخمی ہوئے ہیں۔ اور کچھ دوسرے اشخاص ہلاک ہو گئے ہیں۔ چند ایک گرفتاریاں عمل میں آئی ہیں۔ سکھر کے نواح سے بھی بڑے اور غارتگری کی اطلاعات موصول ہوئی ہیں۔ یورپین افسر پر پتھر پھینکے گئے۔

کراچی ۷ اگست - سکھر کے ہندو مسلم فساد نے کل زیادہ خطرناک صورت اختیار کر لی۔ اور دوبارہ فساد ہو گیا۔ جس میں بارہ آدمی ہلاک اور تقریباً تیرہ سو مجروح ہوئے۔ پولیس کو فائر کرنے پڑے۔ جن سے ایک آدمی ہلاک اور تین مجروح ہوئے۔ دفعہ ۱۴ کا نفاذ کر دیا گیا ہے۔

کراچی ۷ اگست - سکھر کے ہندو مسلم فساد نے کل زیادہ خطرناک صورت اختیار کر لی۔ اور دوبارہ فساد ہو گیا۔ جس میں بارہ آدمی ہلاک اور تقریباً تیرہ سو مجروح ہوئے۔ پولیس کو فائر کرنے پڑے۔ جن سے ایک آدمی ہلاک اور تین مجروح ہوئے۔ دفعہ ۱۴ کا نفاذ کر دیا گیا ہے۔

کراچی ۸ اگست کو سکھر میں فساد ہو گیا۔ دو آدمی ہلاک اور سات مجروح ہوئے۔ ذہنیات کثرت سے ہو رہی ہیں۔ متعدد دیہات کی حفاظت کے لئے پولیس بھیجی گئی ہے۔ قتل و عارت کا بازار گرم ہے۔ فساد زدہ علاقہ پرشین گینس لگا دی گئی ہیں کراچی سے زاید پولیس بھیجی گئی۔ فساد روہڑی تک پھیل گیا۔
نہرو ابھی تک مینی جیل میں ہیں۔

الہ آباد ۶ اگست - پنڈت موتی لال اور جواہر لال نہرو ابھی تک مینی جیل میں ہیں۔ ان کو یوروہ جیل میں لے جانے کے احکام ابھی تک موصول نہیں ہوئے۔

شیخوپورہ میں کھال کھدائی کا قضیہ
 شیخوپورہ ۶ اگست - گورنمنٹ ہر سال زمینداروں سے کھال کھدائی لیا کرتی تھی۔ اور یہ طریق دس سال سے جاری ہے۔ اس پر شیخ اس وقت تک کوئی کھال نہ کھوایا گیا۔ زمینداروں نے اس کام کو اپنے ذمہ لیا۔ کیونکہ اس معاملہ میں زیادہ تاخیر برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ اور اس روپیہ کا مطالبہ کیا۔ جو کئی لاکھ کے قریب ہے۔ گورنمنٹ نے حال ہی میں احکام شایع کئے ہیں۔ کہ روپیہ مالکوں کو قسطوں میں ادا کیا جائیگا۔

کلکتہ میں بجلی گری
 کلکتہ ۸ اگست - آندھی کے طوفان میں وکٹوریہ گراؤنڈ میں بجلی گرنے سے شاہ ایڈورڈ ڈھمکنے کے بت سے سنگ مرمر کے بڑے بڑے ٹکڑے ٹوٹ کر زمین پر گرے۔ فاسے پر چڑھنے والے بڑی عمارت محفوظ رہی مگر ابھی کچھ حصہ گر پڑا۔ قریب کے ایک اور بت کے گرنے کا خطرہ ہے۔

آفریدیوں کا لنڈی پر حملہ
 پشاور ۸ اگست - کل رات لنڈی پر مخالف آفریدی قبیلہ نے ایک معمول حملہ کیا۔ ان آفریدیوں کی تعداد ۱۰ ہزار بتائی جاتی ہے۔ جو خطرناک کام کر رہی ہے۔ یقین کیا جاتا ہے کہ اگر کوئی سخت حملہ ہوا تو اسے ذرا ہی ردک دیا جائیگا۔ فوج تمام اہم مقامات پر پہرہ دے رہی ہے۔ رات کے ۹ بجے دروازہ بند کر دیئے جاتے ہیں۔ لنڈی پشاور سے ایک میل ہے۔

پیکر ایسڈ کی چوری کا مقدمہ
 لاہور ۶ اگست - آج پیکر ایسڈ کی چوری کے مقدمہ کا فیصلہ سنا دیا گیا۔ تمام ملازمین کو تفریبات ہند کی دفعہ ۴۵ کے ماتحت مجرم قرار دیا گیا۔ اور ہر ایک کو دو دو سال کی قید عت و اور سو سو روپیہ جرمانہ کی سزا دی گئی۔ بصورت عدم ادائیگی جرمانہ ۶ ماہ مزید قید بھگتنی ہوگی۔

جموں میں بم پھٹنے کا حادثہ
 جموں ۶ اگست کو شام کے ۶ بجے کارخانہ بازار لکھ دانا میں بم پھٹا۔ ایک لڑکے کے بائیں ہاتھ کا انگوٹھا اور اس کے ساتھ

ممالک غیر کی خبریں

امان اللہ خان کی رومہ کو روانگی

قسطنطنیہ۔ ۷ اگست۔ امان اللہ خان خلافت توقع کا ایک رومہ کو روانہ ہو گئے۔ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ ان کی روانگی معاملات افغانستان کے سلسلے میں ہے۔

اشتر اکیوں کا قتل عام

سنگھائی۔ ۷ اگست۔ اشتر اکیوں کے خلاف جذبات منفرت زیادہ سخت ہو گئے ہیں۔ کسٹن میں ان لوگوں کا قتل عام شروع ہے۔ جن پر اشتر اکی ہونے کا شبہ ہوتا ہے۔ ان کو عدالت میں باقاعدہ تحقیقات کا موقع بھی نہیں دیا جاتا۔ روزانہ قتل کئے جا رہے ہیں۔

سابق وزیر ہند کی علالت

لندن۔ ۵ اگست۔ لارڈ برکن ہیریڈ یارہندہ نو نیا سخت بیمار ہیں۔ بعد کی اطلاع ہے۔ کہ اب وہ رو بہ صحت ہیں۔

چینی قزاقوں کی سنگدلی

پیکن۔ ۵ اگست۔ اشتر کی رہنمائی نے ۲۴ جولائی سے دو انگریز مشنری عورتوں کو گرفتار کر رکھا ہے۔ اور ان کی رہائی کے لئے ۵ ہزار ڈالر کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ چنانچہ ان سنگدلوں نے ایک عورت کی ایک انگشت کاٹ کر مطالبہ کے ساتھ حکام کے پاس بھیج دی ہے۔ تاکہ رقم مطلوبہ فورا ادا کر دی جائے۔ قزاقوں نے دھمکی دی ہے۔ کہ اگر مطلوبہ رقم فوراً نہ بھیجی گئی۔ تو باقی انگلیاں بھی کاٹ ڈالی جائیں گی۔

کرد باغیوں پر فضا کے آسمانی سے بم

ترکی ایرانی سرحد کے قریب جنگ و جدال جاری ہے۔ ایک اطلاع منظر ہے۔ کہ ترکی افواج اور جوانی طیارے ایک بھاری جنگ جہاز میں مصروف ہیں۔ اور ایرانی سرحد پر کرد باغیوں کی سرکوبی اور سرزنش میں مشغول ہیں۔

جنرلی امریکہ میں خوفناک گرمی

ماہ جولائی کے دوران میں امریکہ کی ڈیٹرون شٹس میں اس قدر شدت کی گرمی پڑی۔ کہ اس کے باعث ۳۶ اموات ہو گئیں۔ اسی طرح گرمی کے باعث ۷۶ اموات پانی میں ڈوبنے کے باعث ہوئیں۔ ہزار ہا آدمی اس سلسلہ گرمی کے اثر سے بچنے کے لئے دریا اور جھیلوں میں لگا تار نہاتے رہے۔ گرمی کا درجہ ۱۲۲ ڈگری تھا۔

حکومت مصر نے قومی اخبارات بند کر دیے

جس وزرا نے اعلان کو کب الشرق اور ایوم کو جو

سے اطلاع دیتا ہے۔ کہ اسپرین سکرٹریٹ آدمی ہیریڈ کو راز اور گورنمنٹ ہند کے محققہ دفاتر میں سپیشل ریٹریخ منٹ آفیسر کی اس سفارش سے بہت اضطراب پیدا ہو گیا ہے۔ کہ موسم سرما میں کل سٹاٹ کا چالیس فیصد حصہ شملہ میں رکھ لیا جائے اور صرف باقی ماندہ سٹاٹ کو دہلی جانے کی اجازت دی جائے۔

صدر واران کونسل جمعیتہ العلمائے گرجتاری
نئی دہلی۔ بروہی حفیظ الرحمن صدر واران کونسل جمعیتہ العلماء آج جمعیت کے دفتر میں گرفتار کر لئے گئے۔

سرحد میں بے چینی
پشاور۔ ۹ اگست۔ ہوائی جہازوں کی سرگرمیوں کی وجہ سے آفریدی لشکر چیگر کسی حملہ کے منتشر ہو گیا۔ ہم باری کی وجہ سے ان کے سات آدمی مارے گئے۔ اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ تیراہ کے آدم خیل حسن خیل اور آشوخیل قبائل کو کھسا رہے ہیں۔ کہ نوشہرہ پر حملہ کریں۔ پولیٹکل ایجنٹ کرم نے اطلاع دی ہے۔ کہ مسوزئی اور چکنی قبائل میں بھی شورش کے آثار دکھائی دے رہے ہیں۔

نہروؤں کی گاندھی جی سے ملاقات
پنڈت جو اہر لال۔ موتی لال نہرو اور ڈاکٹر سید محمود سٹر گاندھی سے ضرور ملاقات کرینگے۔ لیکن اس کے متعلق تاریخ کی تعین نہیں کی جاسکتی۔ یو۔ پی گورنمنٹ کے ہوم ممبر انوار کے روز بینی نال جیل کا معائنہ کرینگے۔ اور ممکن ہے۔ یہ معائنہ ملاقات کے انتظامات کے سلسلہ میں ہی ہو۔

امر تھر میں مندر پر پکٹنگ
امر تھر۔ ۹ اگست۔ درگیانہ مندر پر پکٹنگ زدروں پر ہے۔ صرف کھدر پوش اندر جا سکتے ہیں۔ کل ایک زائر تھو غیر ملکی کپڑوں میں ملبوس تھا۔ والٹیر کو ایک مکرر سید کیا۔ جس سے وہ بے ہوش ہو گیا۔

۴ قوم پرست اخبار تھے۔ اپنے قانونی اختیارات کی بنا پر بند کر دینے کا حکم دیدیا ہے۔

ڈیوک آف تار فوک کو حادثہ
لندن۔ ۹ اگست۔ کل پولو کھیلتے ہوئے ڈیوک آف تار فوک کی گھٹے کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ گھوڑے کو ٹھوکر لگنے کی وجہ سے آپ گر پڑے تھے۔

تمام کے سیاسی مجرموں کو معافی
دشمن کے صبیحہ خابرات نے ایک خبر شایع کی ہے۔ کہ صدر جمہوریہ فرانس نے ۹ شامی جلاوطنوں اور ۵ فوجی اسیروں کو معافی دیدی ہے۔
شاہ فیصل لندن سے برلن گئے
لندن۔ ۷ اگست۔ شاہ فیصل لندن سے برلن کو روانہ ہو گئے ہیں۔

دو انگلیاں اڑ گئیں۔ اور جسم کے بائیں حصہ۔ گردن اور چہرہ پر بہت سے زخم آئے۔ اور کوئی نقصان نہیں ہوا۔
بلدیہ کلکتہ کے ایڈر مین کا انتخاب
کلکتہ۔ ۷ اگست۔ ایڈر مین کے لئے میسرز جے ایم سین گپتا۔ سبھاش چندر بوس اور پرنس غلام حسین امیدوار تھے۔ لیکن میسرز گپتا نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ وہ مسلم امیدوار کے حق میں دست بردار ہو جائینگے۔ اب مقابلہ میسرز بوس اور شاہ کے درمیان ہے۔

کنوئیں میں سے گئیں
بڑودہ۔ ۲۸ اگست۔ لکشی بلاس محل کے احاطہ میں ایک کنوئیں سے آب رسائی میں امانہ کرنے کے لئے آٹھ مہینہ سے سوراخ کیا جا رہا ہے۔ گذشتہ شگل کو جب پورنگ پائپ سے ڈنڈا ۷۷ فٹ پر پہنچا۔ تو ایک زبردست دھماکا ہوا۔ اور سوراخ میں سے گئیں نکلنے لگی۔

والٹے کابل کی قدرت ساسی
پشاور۔ ۷ اگست۔ نادر خان شاہ کابل نے ڈاکٹر غلام محمد صاحب۔ مالک ایم۔ اے حکیم کینی پشاور کو ۲۷۰۰ روپے (کابلی) ماہوار کی مستقل جاگیر عطا فرمائی ہے۔ یہ جاگیر ان اعلیٰ خدمات کے صلہ میں عطا کی گئی ہے جو ڈاکٹر صاحب موصوف نے گذشتہ انقلاب افغانستان کے دوران میں سر انجام دی تھیں۔

نامہ نگار ٹاکھڑ کی ولایت کو روانگی
شملہ۔ ۷ اگست۔ مسٹر فرنگلین پیرسن سپیشل نامہ نگار ٹاکھڑ گول میز کانفرنس میں شامل ہونے کے لئے آج انگلینڈ روانہ ہو گئے ہیں۔

لاہور میں موٹر بس سروس کا اجراء
لاہور۔ ۷ اگست۔ صدر بلدیہ لاہور نے ٹاڈن ہال میں موٹر بس سروس کے اجراء کی انتظامی رسم ادا کی۔ حاضرین کی فواکھا اور چائے سے خاطر مدارات کی گئی۔ شہر کے تمام بڑے بڑے بازاروں بس موٹریں دوڑتی ہوئی نظر آ رہی تھیں۔ شہر میں خوب رونق رہی۔

رنگون میں تین میل لمبے تالاب کا بند ٹوٹ گیا
رنگون۔ ۷ اگست۔ جہانند تالاب کے بند ٹوٹ جانے کے باعث قصبہ شویب زیر آب ہے۔ ریوے لائن کئی مقامات سے ٹوٹ گئی ہے۔ اور مسافروں اور ڈاک کو ایک طرف سے دوسری طرف لے جانے کا بھی کوئی انتظام نہیں۔ انجن اور گاڑیاں پٹری سے اتر گئیں۔ اور الٹ گئیں۔ تالاب میں ملبا اور ایکٹیل چوڑا ہے۔ اور ہر ما کے پرانے بادشاہوں کا بنایا ہوا آرمی میڈ کوارٹرز کے کارکنوں میں اضطراب
شملہ۔ ۷ اگست۔ امرت بازار پتر کا نامہ نگار شملہ